جلد ۸ اگست ۱۹۶۷ء شمارہ ۸

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

اگست ۱۹۶۷ء

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- چھ روپے ۔ فی پرچہ:- ساٹھ پیسے

فہرستِ مضامین

ناشر:- چوہدری محمد ابراہیم ٭ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ

(دار الصدر جنوبی - ربوہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جلد ۸ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۸

اگست ۱۹۶۷ء

علم و حکمت اور حقائق و معارف کے بیش بہا خزائن

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ اور ہمارا فرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی اہمیت اس امر سے ظاہر ہے کہ یہ کتب سلطان القلم جری اللہ فی حلل الانبیاء کی تحریر فرمودہ کتب ہوتے ہوئے علم و حکمت اور حقائق و معارف کے بیش بہا خزائن کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اپنی ہستی پر انقلاب وارد کرنے، اپنے سینوں کو مہبطِ انوارِ الٰہی بنانے اور حیاتِ ابدی سے ہمکنار ہونے کے لئے ان کا بار بار اور بالاستیعاب مطالعہ از حد ضروری ہے۔

دراصل جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو مصلحتِ عام کے لئے خاص کر کے لوگوں کی اصلاح اور ان کی ہدایت و رہنمائی کی خاطر دنیا میں مبعوث فرماتا ہے تو خدا کی طرف سے اُسے حکمت و دانش، فہم و فراست اور تسخیرِ قلوب و تطہیرِ نفوس کی غیر معمولی قوتیں عطا کی جاتی ہیں، علومِ سماوی سے بہرہ وافر اُسے ودیعت ہوتا ہے، حقائق و دقائق اور علوم و معارف سے اُسے آگاہی بخشی جاتی ہے، فطرت و مشیت کے صدہا راز اُس پر کھولے جاتے ہیں اور قلب و نظر کی وسعتوں سے اُسے مالا مال کر دیا جاتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں متعدد انبیاء کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر اس امر کا ذکر فرمایا ہے

کہ اپنے اِن ماموروں کو اُس نے خود حکمت و دانش سکھائی اور علم و معرفت میں وہ درجہ انہیں عطا کیا۔ جسے کوئی انسان محض اپنی ذاتی کوشش اور جد و جہد کے نتیجہ میں اکتساب کے طور پر حاصل نہیں کر سکتا۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے ہم نے آدم کو سب نام سکھائے۔ اسی طرح قرآن مجید میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو جب توحید کی طرف دعوت دی تو یہی کہا کہ خدا نے مجھے جو علم عطا کیا ہے وہ دوسروں کو عطا نہیں کیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو حکمت عطا ہونے کے ضمن میں فرماتا ہے کہ ہم نے ابراہیم کی اولاد کو بھی کتاب اور حکمت عطا کی اور انہیں سلطنت بخشی۔ نیز حضرت لوط، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام میں سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ان میں سے ہر ایک کو قوّتِ فیصلہ اور علم عطا کیا۔ جب حضرت مریم کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی تو اُس وقت انہیں یہ خبر بھی دی کہ ہم اسے کتاب اور حکمت کی باتیں سکھائیں گے اور تورات اور انجیل کا علم دیں گے۔ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں کامل ترین اور ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی شریعت عطا ہوئی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت اُتاری ہے اور تجھے وہ کچھ سکھایا جو تو نہیں جانتا تھا اور یہ تجھ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے

قرآن مجید کی یہ اور اِسی مفہوم کی دیگر آیات اِس امر پر گواہ ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو علوم و معارف کے خزانے عطا فرماتا ہے اور انہیں غیر معمولی حکمت و دانائی سے نوازتا ہے اسی لئے وہ خود بھی دنیا میں علوم و معارف کے دریا بہاتے، حکمت و معرفت کے موتی بکھیرتے اور حقائق و دقائق کے خزانے لٹاتے ہیں۔ اُن کا کلام معجز نظام نور اور رُشد و ہدایت کا ایک ایسا چشمۂ صافی ہوتا ہے جو دلوں کو اِس طور سے سیراب کرتا چلا جاتا ہے کہ دلوں کے زنگ دُور ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی آلائشیں اور کثافتیں کٹ کر رہ جاتی ہیں اور سینے دُھل کر مہبطِ انوارِ الٰہی بن جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِس آخری زمانہ میں اپنے آقا و مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی کامل اتباع اور پیروی کی برکت سے ماموریت کے مقام پر فائز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم سنّت کے مطابق آپؑ کو بھی علم و حکمت اور حقائق و معارف کے خزانے عطا کئے۔ آپؑ نے اَسّی سے بھی زیادہ تعداد میں کتب تصنیف فرما کر ان بیش بہا خزائن کو سب کے لئے عام کر دیا۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ آپ کی قوتِ قدسیہ سے فیضیاب ہونے اور آپؑ کے لٹائے ہوئے خزانوں سے اپنی جھولیاں بھرنے والے عام انسانوں سے بااخلاق انسان، بااخلاق انسانوں سے باخدا

انسان اور باخدا انسانوں سے خدانما انسان بن گئے اور ایک دنیا کو حق وصداقت اور راستی کی طرف لانے کا موجب ثابت ہوئے۔ علوم و معارف کے یہ بیش بہا خزانے آپ کی تصانیف کی شکل میں آج بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ ان کا بنظرِ غائر اور بار بار مطالعہ کر کے آج بھی ہم قرآنی علوم و معارف اور فراست و حکمت کے وارث قرار پا سکتے ہیں اور ان کے زیرِ اثر ہمارے سینے بھی مہبطِ انوارِ الٰہی بن سکتے ہیں کیونکہ یہ بیش بہا تصانیف قرآنی حقائق و معارف کے علاوہ تسخیرِ قلوب کی غیر معمولی قوت اپنے اندر رکھتی ہیں۔ بلاشبہ آپ کی تصانیف ایک مامور من اللہ کی تصانیف ہونے کے باعث ایک زندگی بخش جام ہیں اور مُردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ رُوحانی مریضوں کے لئے شفائے کامل کا مژدۂ جانفزا ہیں اور مُردہ روحوں کو از سرِ نَو زندہ کرنے اور حیاتِ ابدی سے ہمکنار کرنے کا نہایت مؤثر ذریعہ ہیں۔ ان سے بے نیاز رہ کر ہمارے لئے نہ قرآنِ مجید کے حقائق و معارف کا حصول ممکن ہے اور نہ صحیح معنوں میں فائز المرام ہونے کا کوئی امکان۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بیش بہا تصانیف کا مطالعہ نہ کرنے اور اُن سے عملاً رُوگرداں رہنے کو جُرم قرار دیا ہے اور جُرم بھی وہ جُرم جس کے لئے کوئی عذر بھی کام نہ آ سکے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیش بہا کتب کے مطالعہ کی اہمیت واضح کرنے کے لئے خود حضور علیہ السلام کے ہی بعض نہایت قیمتی ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں تاکہ یہ امر واضح ہو سکے کہ علومِ سماوی کی جُوئے شیریں کے کنارے بیٹھنے کی سعادت سے بہرہ مند ہونے کے باوجود تشنہ رہنا اور تشنگی بجھانے کی پروا نہ کرنا بہت بڑی بدنصیبی ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو مَیں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اَور بھی اس کے مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اِس جُرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو

آسمان پر کھولا گیا۔" (ازالہ اوہام صہ۳ طبع اوّل)

نیز حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"مجھ کو خدا نے بہت سے معارف اور حقائق بخشے اور اس قدر میرے کلام کو معرفت کے پاک اسرار سے بھر دیا کہ جب تک انسان خدا تعالیٰ کی طرف سے پورا تائید یافتہ نہ ہو اُس کو یہ نعمت نہیں دی جاتی۔" (انجام آتھم طبع دوم صہ۴۹)۔

اور پھر فرماتے ہیں :۔

"اور تحریر میں مجھے وہ طاقت دی گئی ہے کہ گویا مَیں نہیں فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ ہیں۔"

(اشتہار ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء تبلیغ رسالت جلد ۸ صہ۷۱)

اسی پر بس نہیں حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں :۔

"جو مجھے دیا گیا ہے وہ محبت کے ملک کی بادشاہت اور معارفِ الٰہی کے خزانے ہیں جن کو بفضلہ تعالیٰ اس قدر دوں گا کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں گے۔" (ازالہ اوہام طبع اوّل صہ۵۶۸)

نیز فرماتے ہیں :۔

"اور جیسا کہ یوسفؑ نے اناج کے ذخیرہ سے لوگوں کی جان بچائی اسی طرح جان بچانے کے لئے خدا نے اِس جگہ بھی مجھے ایک رُوحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔ جو شخص اِس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اُس پر رحم کیا جائے گا۔"

(اشتہار ۱۲ر اپریل ۱۹۰۵ء تبلیغ رسالت جلد دہم صہ۸۴)

سلطان القلم جری اللہ فی حلل الانبیاء کی بیش بہا کتب کی اِس اہمیت کے پیشِ نظر ہی اللہ تعالےٰ نے اپنے الہامِ خاص کے ذریعہ ہمارے لئے اِن کتب کو نسلاً بعد نسلٍ محفوظ رکھنے اور رکھتے چلے جانے کی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ الہام جس میں ہمیں یہ تاکید کی گئی ہے یہ ہے۔

حضور علیہ السلام کو الہام ہوُا :۔

"آسمان سے بہت دُودھ اُترا ہے اسے محفوظ رکھو۔"

(تذکرہ صہ۶۰۱)

آسمان سے اُترنے والے دُودھ سے کیا مراد ہے؟ اِس سے مراد وہی علم و حکمت، وہی فہم و فراست، وہی عقل و دانش، وہی علوم و معارف، وہی حقائق و دقائق، وہی آسمانی رموز و اسرار اور وہی تسخیرِ قلوب و تطہیرِ نفوس کی قوتیں ہیں جن سے سلطان القلم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیش بہا کتب بھری پڑی ہیں۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم اسے محفوظ رکھیں اپنے قلوب و اذہان میں، اسے محفوظ رکھیں اپنے سینوں میں، اور اسے محفوظ رکھیں اپنے اعمال و کردار میں۔ یہ تبھی ممکن ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بار بار اور بالاستیعاب مطالعہ کریں اور پھر حضور کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر اپنے اُوپر ایک انقلاب وارد کریں تا ہماری اپنی زندگیوں میں بھی وہ غرض بہ تمام و کمال پوری ہو جس کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ظہور میں آئی۔

ہم اِن معروضات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دو نہایت ہی اہم ارشادات پر ختم کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"جو شخص ہماری کتب کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اُس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔" (سیرۃ المہدی حصہ سوم)

نیز فرماتے ہیں :-

"وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سُنتا اور اُس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اُس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصّہ تکبّر کا تم میں نہ ہو، تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۵)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن مجید اور احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اِن بیش بہا خزائن سے بھی صحیح رنگ میں فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ نہ صرف یہ کہ ہم حضور کی تصانیف کو کمالِ درجہ توجہ اور انہماک کے ساتھ بار بار پڑھتے رہیں بلکہ قرآن مجید اور احادیث نبوی کے ساتھ ساتھ ان کا مطالعہ بھی ہمارے روزمرّہ کے معمولات کا ایک اہم جزو بن جائے اور ہم اِن کے اِس درجہ عادی ہو جائیں کہ اِس روحانی غذا کے بغیر ہمیں زندگی بے کیف نظر آنے لگے۔ پھر ہمیں حضور کے زندگی بخش اور انقلاب انگیز ارشادات پر کماحقہٗ عمل کی توفیق بھی میسّر آئے تا کہ ہم سب کی زندگیاں صحیح اسلامی تعلیم کا نمونہ ہوتے ہوئے خدا اور اُس کے دین کی نصرت میں بسر ہوں اور ہم خدا کے حضور سرخرو ٹھہریں۔ آمین ٭

کلماتِ طیّبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جب تک انسان کبر، غرور اور رعونت سے اپنے آپکو نہ بچاوے، وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا!

دنیوی لذائذ پر موت وارد کرو اور خوف و خشیتِ الٰہی سے دلوں کو گداز رکھو

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس امر کو واضح کرتے ہوئے کہ انسان گناہوں سے کیسے بچ سکتا ہے، فرماتے ہیں :-

"گناہ سے انسان کیسے بچ سکتا ہے۔ اس کا علاج یہ تو بالکل نہیں کہ عیسائیوں کی طرح ایک کے سر میں درد ہو تو دوسرا اپنے سر میں پتھر مارلے اور پہلے کا درد سر دور ہو جاوے۔ دراصل انسان کا حدِّ اعتدال سے گزر جانا ہی گناہ کا موجب ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ بات پھر عادت میں داخل ہو جاتی ہے اور یہ سوال کہ یہ عادت کیونکر دور ہو سکتی ہے؟ اکثر لوگوں کا اعتقاد ہے کہ یہ عادت دور نہیں ہو سکتی اور عیسائیوں کا تو پختہ یقین و ایمان ہے کہ عادت یا فطرتِ ثانی ہرگز دور نہیں ہو سکتی اور نہ بدل سکتی ہے۔ مسیح کے کفارہ کو مان کر بھی یہ تو نہیں ہو سکتا کہ انسان گناہ سے بالطبع نفرت کرنے لگ جائے۔ نہیں البتہ اس کفارہ کے طفیل اُخروی عذاب سے نجات پا جائے گا۔ یہی اعتقاد ہے جو رکھنے سے انسان خلیع الرسن ہو کر بدکاریوں اور ناسزا وار امور میں دل کھول کر ترقی کرتا ہے۔

ہماری جماعت کو اس پر توجہ کرنی چاہیئے کہ ذرا سا گناہ خواہ کیسا ہی صغیرہ ہو جب گردن پر سوار ہو گیا تو رفتہ رفتہ انسان کو کبیرہ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے۔ طرح طرح کے عیوب مخفی رنگ میں انسان کے اندر ہی اندر ایسے رچ جاتے ہیں کہ اُن سے نجات مشکل ہو جاتی ہے۔

انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامتِ اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آجاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے ؎

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام
جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی ذات بافندہ[1] پر نظر کرکے شکر کرتا۔

پس انسان کو چاہیئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور نا قابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔[2]

جس قدر نیک اخلاق ہیں تھوڑی سی کمی بیشی سے وہ بد اخلاقی میں بدل جاتے ہیں۔ اللہ جلشانہ نے جو دروازہ اپنی مخلوق کی بھلائی کے لئے کھولا ہے وہ ایک ہی ہے یعنی دُعا۔ جب کوئی شخص بکا و زاری سے اس دروازہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ مولائے کریم اُس کو پاکیزگی و طہارت کی چادر پہنا دیتا ہے اور اپنی عظمت کا غلبہ اُس پر اس قدر کر دیتا ہے کہ بے جا کاموں اور ناکارہ حرکتوں سے وہ کوسوں بھاگ جاتا ہے۔ کیا سبب ہے کہ انسان باوجود خدا کو ماننے کے بھی گناہ سے پرہیز نہیں کرتا؟ درحقیقت اس میں دہریت کی ایک رگ ہے اور اُس کو نور الیقین اور ایمان اللہ تعالیٰ پر نہیں ہوتا ورنہ اگر وہ جانتا کہ کوئی خدا ہے جو حساب کتاب لینے والا ہے اور ایک آن میں اُس کو تباہ کر سکتا ہے تو وہ کیسے بدی کر سکتا ہے اس لئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ کوئی چور چوری نہیں کرتا در آنحالیکہ وہ مومن ہے اور کوئی زانی زنا نہیں کرتا در آنحالیکہ وہ مومن ہے۔ بدکرداریوں سے نجات اُسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ یہ بصیرت اور معرفت پیدا ہو کہ خدا تعالیٰ کا غضب ایک ہلاک کرنے والی بجلی کی طرح گرتا اور بھسم

---

[1] البدر میں ہے:۔ "جب لوگ اپنی اپنی ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی قوم چمار پر نظر کرکے شکر کرتا۔"
(البدر جلد ۲ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۴۰)

[2] اس کے آگے البدر میں مزید لکھا ہے:۔ "اور قوتیں تو انسان کی کبھی کبھی غلبہ کرتی ہیں مگر رعونت اور نخوت ہر وقت اس پر سوار ہے۔" (البدر جلد ۲ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۴۰)

کرنے والی آگ کی طرح تباہ کر دیتا ہے تب عظمتِ الٰہی دل پر ایسی مستولی ہو جاتی ہے کہ سب افعالِ بد اندر ہی اندر گداز ہو جاتے ہیں۔

پس نجات معرفت ہی ہے معرفت ہی سے محبت بڑھتی ہے اس لئے سب سے اول معرفت کا ہونا ضروری ہے۔ محبت کے زیادہ کرنے والی دو چیزیں ہیں۔ حُسن اور احسان جس شخص کو اللہ جلشانہٗ کا حُسن اور احسان معلوم نہیں وہ کیا محبت کرے گا؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ (اعراف ع) یعنی کفار جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں سے نہ گزر جائے۔ مفسرین اس کا مطلب ظاہری طور پر لیتے ہیں مگر میں یہی کہتا ہوں کہ نجات کے طلبگار کو خدا تعالیٰ کی راہ میں نفس کے شُتر بے مہار کو مجاہدات سے ایسا دبلا کر دینا چاہیئے کہ وہ سُوئی کے ناکہ میں سے گزر جائے۔ جب تک نفس دنیوی لذائذ و شہوانی حظوظ سے موٹا ہوا ہوا ہے تب تک یہ شریعت کی پاک راہ سے گزر کر بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ دنیوی لذائذ پر موت وارد کرو اور خوف و خشیتِ الٰہی سے دُبلے ہو جاؤ تب تم گزر سکو گے اور یہی گزرنا تمہیں جنت میں پہنچا کر نجاتِ اُخروی کا موجب ہو گا۔" (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۰ صفحہ ۱۳، ۱۴ مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں متکبّر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صٹ)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

كَهْفُ الزَّمَانِ

(زمانہ کی پناہ)

إِلَى الدُّنْيَا أَوَى حِزْبُ الْأَجَانِيْ   وَحَسِبُوْهَا جَنَى حُلْوَ الْمَجَانِيْ

ان لوگوں نے جو بہت ہی گناہوں میں مبتلا ہیں دنیا کو اپنی جا پناہ قرار دیا ہے اور دنیا کو ایک شیریں اور سہل الحصول میوہ سمجھ لیا ہے

نَسُوْا مِنْ جَهْلِهِمْ يَوْمَ الْمَعَادِ   وَتَرَكُوا الدِّيْنَ مِنْ حُبِّ الدِّنَانِ

انہوں نے اپنی نادانی کے سبب سے معاد کے دن کو بھلا دیا ہے اور شراب کے خموں سے پیار کر کے دین کو چھوڑ دیا ہے

تَرَاهُمْ مَائِلِيْنَ إِلَى مُدَامٍ   وَغِيْدٍ وَالْغَوَانِيْ وَالْأَغَانِيْ

تُو دیکھتا ہے کہ شراب کی طرف یہ لوگ جھک گئے اور ایسا ہی نازک اندام اور حسین عورتیں اور گیت انکے دلوں کو کھینچتے ہیں

وَأَنَّى الْأَمْنُ مِنْ تِلْكَ الْبَلَايَا   سِوَى اللّٰهِ الَّذِيْ مَلِكُ الْأَمَانِ

اور ان بلاؤں سے نجات پانا لوگوں کے لئے غیر ممکن ہے بجز اس کے کہ اُس خدا کا رحم ہو جو امان بخشنے کا بادشاہ ہے۔

فَعُشَّاقُ الْغَوَانِيْ وَالْمَثَانِيْ   أَضَاعُوا الدِّيْنَ مِنْ تِلْكَ الْأَمَانِيْ

سو جو لوگ عورتوں اور سرودوں کے عاشق ہیں اُنہوں نے انہی آرزوؤں کے پیچھے دین ضائع کیا ہے

يَصُدُّوْنَ الْوَرٰى مِنْ كُلِّ خَيْرٍ   وَيَغْتَاظُوْنَ مِنْ تَخْلِيْصِ عَانِيْ

لوگوں کو وہ ہر یک نیکی کے کام سے روکتے ہیں اور اس بات سے غصہ کرتے ہیں کہ کسی قیدی کو رہا کر دیا جائے

وَمَا مِنْ مَلْجَاءٍ مِنْ دُوْنِ رَبٍّ   كَرِيْمٍ قَادِرٍ كَهْفِ الزَّمَانِ

اور ان آفتوں سے بچنے کے لئے بجز اس خدا کے کوئی گریز گاہ نہیں جو کریم اور قادر اور زمانہ کی پناہ ہے۔

(نور الحق الحصۃ الاولیٰ)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رہبرِ ما سیّدِ ما مصطفےٰ است

(محمد مصطفےٰ ہمارے پیشوا اور سردار ہیں)

رہبرِ ما سیّدِ ما مصطفےٰ است — آنکہ ندید ست نظیرش سروش

محمد مصطفےٰ ہمارے پیشوا اور سردار ہیں۔ جن کا ثانی فرشتوں نے بھی نہیں دیکھا۔

آنکہ خدا مثلِ رخش نافرید — آنکہ رہش مخزنِ ہر عقل و ہوش

آپؐ ایسے ہیں کہ خدا نے آپؐ کے چہرہ جیسا اور کوئی مکھڑا پیدا نہیں کیا اور آپؐ کا طریقہ ہر قسم کی عقل و دانش کا خزانہ ہے

دشمنِ دیں حملہ بروے کند — حیف بود گر بنشینم خموش

دشمنِ دیں آپؐ پر حملہ کرتا ہے۔ افسوس کی بات ہوگی اگر میں خاموش بیٹھا رہوں

چوں سخنِ سفلہ بگوشم رسید — در دلِ من خاست چو محشر خروش

جب کمینہ دشمن کی بات میرے کان میں پہنچی تو میرے دل میں قیامت کا جوش پیدا ہوا

آں نہ مسلماں بتر از کافر است — کش نہ بود از پئے آں پاک جوش

وہ شخص مسلمان نہیں بلکہ کافروں سے بھی بدتر ہے جسے اس پاک نبیؐ کے لئے جوشِ غیرت نہ ہو

جاں شود اندر رہِ پاکش فدا! — مژدہ ہمیں است گر آید بگوش

آپؐ کے پاک مذہب پر ہماری جان قربان ہو — مبارک بات یہی ہے اگر سننے میں آئے۔

سر کہ نہ در پائے عزیزش رود — بارِ گران است کشیدن بدوش

وہ سر جو آپؐ کے مبارک قدموں میں نہ پڑے مفت کا بوجھ ہے جسے کندھوں پر اٹھانا پڑتا ہے

(مجموعہ اشتہارات حصہ ششم ص۵۹۳)

تعمیر بیت اللہ کے دو نہایت اہم مقاصد

مرکز میں بار بار جمع ہونا ۔ اور خدمتِ دین کیلئے زندگیاں وقف کرنا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے متعدد خطبات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ بیت اللہ کی از سرِ نو تعمیر کے تیئیس مقاصد پر روشنی ڈال کر اس امر کو بڑے زور پر دار انداز میں واضح فرمایا ہے یہ سب مقاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ بڑی شان سے پورے ہوئے ۔ اس ضمن میں حضور نے ۲۶ مئی ۱۹۶۷ء کے خطبہ جمعہ میں سورۃ بقرہ کی آیت وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (آیت ۱۲۶) کی رو سے تعمیر بیت اللہ کا بارھواں مقصد لِلطَّآئِفِيْنَ کو اور تیرھواں مقصد وَالْعٰكِفِيْنَ کو قرار دے کر واضح فرمایا ہے کہ تعمیر بیت اللہ کے دو اہم مقاصد یہ بھی تھے کہ ایک ایسی اُمت پیدا ہو جس کے افراد بار بار مرکز میں آکر جمع ہوں اور علمِ دین سیکھیں اور واپس جا کر دوسروں کو سکھائیں ۔ اسی طرح ایسے افراد بھی پیدا ہوں کہ جو خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور دنیا کو ہدایت کی طرف بلائیں ۔ ان ہر دو مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا :۔

خانۂ خدا کی تعمیر کی بارھویں غرض لِلطَّآئِفِيْنَ میں بتائی گئی تھی اور اس لفظ میں اس طرف اشارہ تھا کہ اقوامِ عالم کے نمائندے بار بار یہاں اس لئے جمع ہوں گے کہ وہ پاکیزگی اور طہارت کی تعلیم حاصل کریں اور پھر اپنے اپنے علاقہ میں جا کر اس تعلیم کو پھیلائیں اور اس کی اشاعت کریں ۔ یہ غرض بھی حقیقی طور پر صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پوری ہوتی ہے ۔ قرآن کریم نے اسی مقصد کے پیشِ نظر یہ حکم دیا :۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا

رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ ۝ (سورۃ توبہ آیت ۱۲۲)

یعنی مومنوں کے لئے یہ تو ممکن نہیں کہ وہ سارے کے سارے مرکزِ اسلام میں اکٹھے ہو جائیں، کیونکہ اسلام کی مخاطب اقوامِ عالم ہیں۔ اقوامِ عالم مرکزِ اسلام میں کسی وقت بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ لیکن مرکز کے ساتھ اقوامِ عالم کا پختہ تعلق قائم رہنا بھی ضروری ہے۔ تو اس کے لئے اللہ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ چونکہ سب کا اکٹھا ہونا یہاں ممکن نہیں اس لئے کیوں نہ ہوا کہ ان کی جماعت میں سے ایک گروہ نکل پڑتا۔ تاکہ وہ دین کو پوری طرح سیکھتے اور واپس لوٹ کر اپنی قوم کو بے دینی سے بچاتے اور اس طرح گمراہ ہونے سے ان کو بچا لیتے۔ انذار کے ذریعہ اور تخویف کے ذریعہ۔

تو یہاں قرآن کریم نے اُمّتِ مُسلمہ کو جو اقوامِ عالم پر مشتمل اور اکنافِ عالم میں پھیلی ہوئی ہے یہ حکم دیا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک کی ایک نمائندہ جماعت مرکز میں آتی رہنی چاہیئے تاکہ وہ دین سیکھے اور ضروریاتِ وقت سے آگاہ ہو اور اس بات کا علم حاصل کرے کہ اسلام کے لئے موجودہ زمانہ میں کس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور ان کو معلوم ہو کہ ان کا امامِ وقت کن کاموں کی طرف اور کن منصوبوں کی طرف انہیں بلاتا ہے۔ اور تاکہ وہ ان کی حکمتوں کو سمجھیں۔ تا جب وہ واپس جائیں تو اپنے اپنے علاقہ میں اپنے دوسرے بھائیوں کو یہ بتائیں کہ اس وقت اسلام پر مثلاً فلاں فلاں طرف سے حملہ ہو رہا ہے۔ اس کے جواب کے لئے تم تیار ہو جاؤ۔ اسلام کے خلاف دجل کے یہ طریق استعمال کئے جا رہے ہیں اور اس وجہ سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی بقا کے لئے اور اسلام کی ترقی اور استحکام کے لئے جماعت کے سامنے یہ منصوبہ رکھا جا رہا ہے۔ ان قربانیوں اور ایثار کے نمونوں کو پیش کرنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو جاؤ اور عملی طور پر ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قبیلوں کے نمائندے مدینہ میں آپؐ کے پاس جمع ہوتے رہتے تھے اور علمِ دین سیکھتے اور علمِ قرآن سیکھتے۔ قرآن کریم کے بعض حصوں کو یاد کرتے، تفقّہ فی الدّین حاصل کرتے اور پھر وہ اپنی قوم میں واپس جاتے اور اس طرح احیاءِ دینِ اسلام کے سامان پیدا کرتے۔ جو لوگ وہاں مدینہ میں آتے وہ بھی اپنے وقت کی قربانی دیتے علمِ دین سیکھنے کے لئے بھی اور علمِ دین سکھانے کے لئے بھی۔ اور ان سے علمِ دین سیکھنے والے بھی اپنے وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو مدینہ میں آنے کا ان کے نفسوں کو تو فائدہ پہنچ جاتا اُن سے دوسروں کو کوئی فائدہ نہ پہنچتا لیکن اس سکیم

اور اس منصوبہ کی اصل غرض تو تھی ہی یہ کہ لوگ باہر سے مرکز میں آئیں، دین سیکھیں، ضروریاتِ اسلام کا علم حاصل کریں، پھر واپس جائیں اور یہ باتیں اپنے دوسرے بھائیوں کو بتائیں۔

پس "طواف" کا مقصد حاصل نہیں ہوتا جب تک یہ طائفہ و طائفین اور یہ لوگ وقت کی قربانی دینے والے نہ ہوں۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام نے پاکیزگی اور طہارت کی تعلیم دی ہے اور خدا تعالیٰ نے ایسی اُمت پیدا کر دی ہے جو اپنے وقتوں کو قربان کر کے خدا اور اس کے رسول کے لئے مرکز میں جمع ہوتے ہیں اور واپس جا کر خدا اور رسول کی رضا کے لئے اپنے بھائیوں کو علم قرآن سکھاتے، علمِ دین اُن کو بتاتے، جو تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں اسلام کی حفاظت یا اسلام کی اشاعت کے لئے وہ باتیں اُن کے سامنے رکھتے اور اُن کے دل میں خدا کی راہ میں قربانیاں پیش کرنے کے لئے بشاشت پیدا کرتے۔

اس حکم کو اس وقت کی قوموں اور قبائل نے خوب اچھی طرح سمجھا تھا۔ چنانچہ ابن عباسؓ کی روایت ہے:-

كَانَ يَنْطَلِقُ مِنْ كُلِّ حَيٍّ مِّنَ الْعَرَبِ عِصَابَةٌ فَيَأْتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْأَلُوْنَهُ عَمَّا يُرِيْدُوْنَ مِنْ أَمْرِ دِيْنِهِمْ وَيَتَفَقَّهُوْا فِيْ دِيْنِهِمْ ۔ (تفسیر ابن کثیر سورہ توبہ آیت وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ)

ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ عرب کے ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی اور جن باتوں کا انہیں پہلے علم نہ ہوتا ان کے متعلق وہ پوچھتے، بصیرت حاصل کرتے، مسائل کی حکمتیں معلوم کرتے اور پختہ ہو جاتے اپنے دین پر۔ اور تفقہ فی الدین کو حاصل کرتے۔ پھر وہ واپس جاتے اور دوسروں کو جا کر وہ سکھاتے تھے۔ چنانچہ بہت تفصیل کے ساتھ ان وفود کا ذکر ہماری تاریخ میں پایا جاتا ہے جو اس غرض کے لئے اور حکم کو پورا کرنے کے لئے مدینہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور دین سیکھنے کے لئے وہاں ٹھہرتے تھے۔ ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ، پھر تیسرا گروہ، پھر ایک اور گروہ آجاتا تھا۔ ایک تسلسل جاری تھا اور اس تسلسل میں دین کی بقاء کے سامان رکھے گئے تھے۔ مثلاً تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ ایک وقت میں بحرین سے چودہ نمائندے آئے تھے اور اسی طرح حضرموت (یمن) سے اَسّی نمائندے آئے تھے اور اسی طرح ستر اَسّی افراد پر مشتمل ایک وفد بنو تمیم کا آیا دین سیکھنے کے لئے۔ اور یہ وفود بَقُوْا بِالْمَدِيْنَةِ مُدَّةً يَتَعَلَّمُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَالدِّيْنَ ثُمَّ خَرَجُوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ ۔ دین سیکھا پھر اپنی قوم

ہیں گئے اور انہیں دین سکھایا۔
مَیں نے یہ چند مثالیں صرف اس لئے بیان کی ہیں تاکہ ہماری جماعتوں پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ اب تو وہ شاید ایک نمائندہ بھی نہیں دیتیں ان کلاسز کے لئے جو یہاں جاری کی جاتی ہیں لیکن اس طرح کام نہیں بنے گا بلکہ کافی تعداد میں لوگوں کو یہاں آنا پڑے گا تب ہم دینِ اسلام کی خدمت کما حقہٗ کر سکتے ہیں۔
بہرحال اس کی تفصیل تو مَیں اُس وقت بتاؤں گا جب مَیں ان مقاصد پر بطور وعدہ کے بیان کو ختم کر چکوں گا اور ان وعدوں پر بطور ذمہ داری کے اپنے بیان کو شروع کروں گا کیونکہ یہ ساری ذمہ داریاں ہیں جو مسلمانوں پر اور خصوصاً اس وقت ہم احمدیوں پر عائد ہوتی ہیں۔
تیرھواں مقصد وَالْعَاکِفِیْنَ میں بیان ہوا تھا اور بتایا گیا تھا کہ اس کے ذریعہ سے ایک ایسی قوم پیدا کی جائے گی جو اپنی زندگی خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کرنے والی ہوگی اور واقفین کے اس گروہ میں قوم قوم اور مُلک مُلک کے نمائندے شامل ہوں گے۔ یہ غرض بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے پُوری ہوئی ہے۔ اس سے پہلے اس کے پُورا ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا کیونکہ قوم قوم کے نمائندے وہاں آ ہی نہ سکتے تھے۔ مکّہ کا نہ انہیں علم تھا نہ اس کی محبت ان لوگوں کے دلوں میں تھی۔ مَیں نے بتایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقاصد کو پُورا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:۔

"وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ"

اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہم تم سے یہ امید رکھتے ہیں کہ تم مساجد میں اعتکاف بیٹھا کرو۔ دُنیا کے تمام تعلقات سے مُنہ موڑ کے خالصۃً خدا کے لئے اپنی زندگی کے چوبیس گھنٹے چند ایام کے لئے گزارو تاکہ وقف کی رُوح کو زندہ کیا جائے۔ اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنایا گیا ہے اس لئے وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ کے معنے یہ ہوئے کہ میری خاطر تمہیں خطہ خطہ زمین میں بطور واقف گزارنا پڑے گا کیونکہ جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی اشارۃً بتایا تھا خانہ کعبہ یا بیت اللہ ایک مرکزی نقطہ ہے اور ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تمہیں اس کے اظلال بھی بنانے پڑیں گے یعنی اسی کی نقل میں انہی مقاصد کے حصول کے لئے اسی قسم کی پاکیزگی اور طہارت کو پیدا کرنے کے لئے جگہ جگہ پر ایسے مراکز کھولنے پڑیں گے جو بیت اللہ کے ظلّ ہوں گے اور ان کے قیام کی غرض وہی ہوگی جو بیت اللہ کے قیام کی غرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بتایا کہ اَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ کہ ہر اس جگہ پر جہاں اُمتِ مُسلمہ تقویٰ کی بنیادوں پر بیت اللہ کا ظلّ قائم کرے گی۔ تمہیں بطور واقف کے بیٹھنا پڑے گا

ورنہ یہ مقصد پورا نہیں ہوگا۔ اس کے متعلق بھی میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن مجھے خیال آیا کہ اگر خانہ کعبہ کی تعمیر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ واقفین اُمم یعنی ہر مقام اور قبائل کے جو واقف ہیں وہ مرکز یا اس کے ظل میں آکر جمع ہوں اور وہاں بیٹھیں تو وقف اور ہجرت میں بڑی مشابہت پائی جاتی ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ صرف مکہ سے ہی نہیں بلکہ دوسرے علاقوں سے بھی قبائل کے بعض نمائندے اپنے علاقہ کو چھوڑ کے اور اپنے قبیلے کو چھوڑ کر مدینہ میں آکے دھونی رما کے بیٹھ گئے تھے اور پھر وہیں بیٹھے رہے۔ ان کی جو ہجرت تھی اپنی قوم یا اپنے ملک سے وہ اس قسم کی نہیں تھی جو مکہ سے ہجرت تھی بلکہ اس قسم کی تھی جو ایک واقف کی ہجرت ہوتی ہے۔ جو اپنا علاقہ چھوڑ کے، اپنی رشتہ داریاں چھوڑ کے، اپنے گھر بار کو چھوڑ کے، اپنی جائداد کو چھوڑ کے خدا کے لئے مرکز میں آجاتا ہے اور پھر مرکز کی ہدایت کے مطابق دنیا کے مختلف حصوں میں کام کرتا ہے، مثلاً یمن میں ایک قبیلہ اشعریین تھا وہاں کے ابوموسیٰ اشعری بڑے مشہور بزرگ صحابی ہیں اُن کے ساتھ اُسی نفوس ہجرت کر کے مدینہ میں آگئے اور اسی طرح اور بہت سے قبائل ہیں تاریخ میں جن کا ذکر آتا ہے کہ وہ مدینہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کے لئے وہاں آگئے تھے جن میں سے ایک ابوہریرہؓ بھی ہیں۔ رضی اللہ عنہ ✦

زندگی کی اصل غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

”تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف میں اپنی زندگی کی اصل اور غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو خدا کے لئے پسند کرتے اور خدا کیلئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔“　　(الحکم جلد ۴ ص۳)

غلبۂ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی

دعائیں اور پیشگوئیاں

هُوَ الَّذِيٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدٰى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

اندریں وقت مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

(محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل۔ ربوہ)

قرآن پاک اور احادیث نبویہ کی پیشگوئیوں کے مطابق بارھویں صدی ہجری کے بعد کا زمانہ مسلمانوں کے لئے انتہائی انحطاط و تنزل کا زمانہ ہے۔ تیرھویں صدی ہجری میں عالم اسلام نہایت خستہ حالت میں نظر آتا ہے۔ اسلامی سلطنتوں پر زوال آگیا! کفر و الحاد کی طاقتیں پوری قوت سے اسلام پر حملہ آور ہوگئیں۔ عیسائی پادریوں نے پورے زور اور سارے سامانوں کے ساتھ اسلام کو نابود کرنے کا پروگرام بنالیا۔ آریہ پنڈت اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی پوری طرح لیس ہوکر اسلام کو مٹانے کے درپے ہوگئے اور صدہا ہزارہا مسلمان کہلانے والوں نے ارتداد کی راہ اختیار کرلی۔ یہ تو بیرونی طاقتوں کے حملہ کی صورت اور حال تھا مسلمانوں کی اندرونی حالت اس سے بھی ابتر تھی۔ علماء بے عملی اور تفرقہ انگیزی کی مرض کا شکار تھے، امراء عیش پرستی میں مبتلا تھے، عوام جہالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے تھے، سب کی اخلاقی حالت بگڑ چکی تھی، ایمان و یقین ناپید ہو چکے تھے۔ اسی زبوں حالی کو دیکھ کر مولانا حالی نے کہا تھا ؎

نہ ثروت رہی ان کی قائم نہ عزت　　گئے چھوڑ ساتھ ان کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن ان سے ایک ایک رخصت　　مٹیں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی　　اِک اسلام کا رہ گیا نام باقی

مولانا حالی اپنی مسدس میں ایک اُجڑے ہوئے باغ کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہتے ہیں ؎

یہ آوازہ پیہم وہاں آرہی ہے
کہ اسلام کا باغ ویراں یہی ہے

(مسدس حالی مطبوعہ ۱۲۹۶ھ ہجری)

اُسی زمانہ کے مسلمانوں کی حالت پر نواب صدیق حسن صاحب نے برملا اعلان کیا کہ:-

"اب اسلام کا صرف نام، قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔ مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس اُمت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں۔ انہیں سے فتنے نکلتے ہیں انہیں کے اندر پھر کر جاتے ہیں۔"

(اقتراب الساعۃ صلا)

ایسے نازک ترین دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے موافق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ کو اسلام کا محافظ اور باغِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا باغبان مقرر فرمایا۔ آپ نے چاروں طرف نگاہ کی اور پکار اُٹھے ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواجِ یزید
دینِ حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

ایں دو فکرِ دینِ احمد مغزِ جانِ ما گداخت
کثرتِ اعداءِ ملت، قلتِ انصارِ دیں

آپ نے ذمہ واری کی عظمت اور اپنی بے سروسامانی کو دیکھ کر اور مسلمانوں کی بے حسی کو محسوس کر کے فرمایا ؎

شبِ تاریک و بیمِ دزد و قومِ ما چنیں غافل
کجا زیں غم روم یا رب نما خود دستِ قدرت را

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

آپ خدا تعالیٰ کے مامور تھے، اللہ تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں اور اس کے قطعی و یقینی وعدوں کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا ؎

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریۂ اسحار نیست

چنانچہ آپ نے مسلمانوں کو یقین بھرا پیغام دیا اور انہیں کہا ؎

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اور دوسری طرف اسلام کی کامیاب اور مؤثر مدافعت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت عاجزی و تضرع سے دعائیں کیں تا اللہ تعالیٰ اسلام کو شوکت و عظمت عطا فرمائے، اسے ادیانِ باطلہ پر غالب کرے اور مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق دے اور ان کی دستگیری فرمائے۔

یہ متضرعانہ دُعائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ساری کتابوں، اشتہاروں، آپ کے ملفوظات اور دیگر تحریروں میں پھیلی ہوئی ہیں، نظم اور نثر ہر دو حصوں میں پائی جاتی ہیں۔ اردو، فارسی اور عربی ساری زبانوں میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی شانِ کریمانہ سے ان سب دعاؤں کو قبول فرمایا اور آپ کو عظیم الشان بشارتیں دیں کہ اسلام ضرور غالب ہوگا، جھوٹے ادیان مٹ جائیں گے، توحید غالب آجائے گی اور شرک نابید ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عظمت و شوکت عطا فرمائے گا۔

ان ساری دُعاؤں اور ان ساری بشارتوں کا ذکر کرنا بہت وسیع مضمون ہے فی الوقت مَیں ان دُعاؤں اور بشارتوں کا ایک مختصر انتخاب پیش کرتا ہوں۔ سب سے پہلے آپ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک الہامی دُعا پر توجہ فرمائیں۔ الہام ہوا :-

"رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ - رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ - رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ - (تذکرہ ص۲۴۴)

اے میرے خدا! تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ تو بہتر وارث ہے۔ اے میرے رب! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی اصلاح فرما۔ اے ہمارے رب! تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان سچا فیصلہ فرما تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔"

مَیں عربی، فارسی اور اردو نظم کی دعائیں پیش کرنے پر اکتفا کروں گا اور پھر اختصار کے ساتھ اُن پیشگوئیوں کے چند اقتباس بیان کروں گا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غلبۂ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے بارے میں بیان فرمائی ہیں۔

عربی زبان میں غلبۂ اسلام کے لئے دُعائیں

حضرت مسیح موعودؑ پادریوں کی اسلام پر یلغار کو دیکھ کر بارگاہِ احدیت میں عرض پرداز ہیں :-

حَلَّتْ بِاَرْضِ الْمُسْلِمِیْنَ جُنُوْدُھُمْ فَسَرَتْ غَوَائِلُھُمْ اِلٰی نِسْوَانِھِمْ

ترجمہ۔ مسلمانوں کے ملکوں میں اُن کے جھنڈے آ گڑے ہیں۔ اُن کی ہلاکت آفریں باتیں اُن کی عورتوں تک پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔

یَا رَبِّ اَحْمَدَ یَا اِلٰہَ مُحَمَّدٍ اِعْصِمْ عِبَادَکَ مِنْ سُمُوْمِ دُخَانِھِمْ

ترجمہ۔ اے احمد مجتبیٰؐ کے رب! اے محمد مصطفیٰؐ کے خدا! تو اپنے بندوں کو ان پادریوں کے

دھوئیں کے زہروں سے بچا۔

يَا غَوْثَنَا انْصُرْ مَنْ سِوَاكَ مَلَاذُنَا　　ضَاقَتْ عَلَيْنَا الْأَرْضُ مِنْ أَعْوَانِهِمْ

ترجمہ۔ اے ہمارے مددگار! تو خود مدد فرما تیرے سوا ہماری پناہ کوئی نہیں۔ ہم پر پادریوں کے مددگاروں کے باعث زمین تنگ ہو گئی ہے۔

كَسِّرْ زُجَاجَتَهُمْ إِلٰهِيْ بِالصَّفَا　　وَاعْصِمْ عِبَادَكَ مِنْ سُمُوْمِ بَيَانِهِمْ

ترجمہ۔ اے میرے خدا! تو اپنے پتھر سے ان کے شیشے کو چکنا چور کر دے اور اپنے بندوں کو ان کے بیان کے زہر سے محفوظ کر دے۔

سَبُّوْا نَبِيَّكَ بِالْعِنَادِ وَكَذَّبُوْا　　خَيْرَ الْوَرٰى فَانْظُرْ إِلٰى عُدْوَانِهِمْ

ترجمہ۔ ان لوگوں نے ازراہِ عناد تیرے نبی کو گالیاں دیں اور خیر الوریٰ کو جھٹلایا تو ان کی زیادتی کو دیکھ۔

يَا رَبِّ سَحِّقْهُمْ كَسَحْقِكَ طَاغِيًا　　وَأَنْزِلْ بِسَاحَتِهِمْ لِهَدْمِ مَكَانِهِمْ

ترجمہ۔ اے میرے رب! تو ان کو اسی طرح پیس ڈال جس طرح تو سرکشوں کو پیستا ہے اور ان کے میدانوں میں ان کی عمارتوں کو مسمار کرنے کے لئے جلالی نزول فرما۔

فَيَا رَبِّ أَصْلِحْ حَالَ أُمَّةِ سَيِّدِيْ　　وَعِنْدَكَ هَيِّنٌ عِنْدَنَا مُتَعَسِّرٌ

ترجمہ۔ اے میرے رب! تو میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی اصلاح فرما۔ یہ تیرے نزدیک آسان ہے اور میرے لئے دشوار۔

فَيَا نَاصِرَ الْإِسْلَامِ يَا رَبَّ أَحْمَدَا　　أَغِثْنِيْ بِتَائِيْدٍ فَإِنِّيْ مُدَخَّرٌ

ترجمہ۔ اے اسلام کے مددگار! اے احمد مجتبیٰ کے خدا! اپنی تائیدات سے میری مدد فرما میں بے یار و مددگار ہوں۔

عَمَّتْ بَلَايَاهُمْ وَزَادَ فَسَادُهُمْ　　وَاشْتَدَّ سَيْلُ الْفِتَنِ مِنْ طُغْيَانِهِمْ

ترجمہ۔ ان پادریوں کی مصیبت عام ہو گئی ہے اور ان کا فساد بڑھ گیا ہے۔ فتنوں کا سیلاب ان کی طغیانی سے بہت سخت ہو گیا ہے۔

يَا رَبِّ خُذْهُمْ مِثْلَ أَخْذِكَ مُفْسِدًا　　قَدْ أَفْسَدَ الْآفَاقَ طُوْلُ زَمَانِهِمْ

ترجمہ۔ اے میرے رب! تو جس طرح فسادیوں پر گرفت کرتا ہے اُسی طرح ان پادریوں پر جلد گرفت فرما کیونکہ ان کے زمانہ کے لمبا ہو جانے نے ہر طرف فساد پھیلا دیا ہے۔

اَدْرِکْ رِجَالًا یَا قَدِیْرُ وَ نِسْوَۃً رُحْمًا وَ نَجِّ الْخَلْقَ مِنْ طُوْفَانِہِمْ

ترجمہ ۔ اے قادرِ مطلق خدا! تُو ان مظلوم مسلمان مردوں اور عورتوں کی مدد کو از راہِ ترحم پہنچ اور مخلوق کو پادریوں کے طوفان سے نجات دے۔

یَا رَبِّ مَزِّقْہُمْ وَ فَرِّقْ شَمْلَہُمْ یَا رَبِّ قَوِّدْہُمْ اِلٰی ذَوْبَانِہِمْ

ترجمہ ۔ اے میرے رب! تُو ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور انہیں پراگندہ کر دے اور انہیں درجہ بدرجہ پگھلا دے۔

یَا رَبِّ اَرِنِیْ یَوْمَ کَسْرِ صَلِیْبِہِمْ یَا رَبِّ سَلِّطْنِیْ عَلٰی جُدْرَانِہِمْ

ترجمہ ۔ اے میرے رب! تو مجھے ان کی صلیب کے ٹوٹنے کا وقت دکھا دے اور مجھے ان کے در و دیوار پر تسلط عطا فرما۔

اَنْزِلْ جُنُوْدَکَ یَا قَدِیْرُ لِنَصْرِنَا اِنَّا لَقِیْنَا الْمَوْتَ مِنْ لُقْیَانِہِمْ

ترجمہ ۔ اے قادر خدا! تو ہماری نصرت کے لئے اپنے لشکر اُتار۔ ہم تو اِن پادریوں کے مقابلہ کے باعث موت کی کشمکش میں ہیں۔

وَ اَبْغِیْ مِنَ الْمَوْلٰی نَعِیْمًا یَسُرُّنِیْ وَمَا ھُوَ اِلَّا فِیْ صَلِیْبٍ یُکَسَّرُ

ترجمہ ۔ مَیں اللہ تعالیٰ سے اس دائمی نعمت کا طلبگار ہوں جو میرے لئے باعث مسرت ہے۔ اور وہ صرف یہ ہے کہ صلیب پارہ پارہ کر دی جائے۔

وَ ذٰلِکَ فِرْدَوْسِیْ وَ خُلْدِیْ وَ جَنَّتِیْ فَاَدْخِلْنِیْ رَبِّیْ جَنَّتِیْ اَنَا اَضْجَرُ

ترجمہ ۔ یہی (کسرِ صلیب) میرا فردوس، میرا بہشت اور میری جنت ہے۔ اے میرے رب! تُو مجھے میری جنت میں داخل فرما میں بہت تکلیف میں ہوں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان متضرعانہ دُعاؤں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپؑ کو بشارتیں دی گئیں اس پر آپؑ نے نہایت مسرّت سے اعلان فرمایا ؎

وَ وَاللّٰہِ یُثْنٰی فِی الْبِلَادِ اِمَامُنَا
اِمَامُ الْاَنَامِ الْمُصْطَفَی الْمُتَخَیَّرُ

ترجمہ ۔ بخدا وقت آتا ہے کہ دنیا بھر میں ہمارے سید و مولیٰ برگزیدہ خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء کی جائے گی۔

فارسی زبان میں نصرتِ اسلام کے لئے دُعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے نصرت طلب کرتے ہوئے فارسی زبان میں عرض کیا۔

(الف) یا الٰہی باز کے آید زتو وقت مدد باز کے بینیم آں فرخندہ ایام وسنین
اے خدا زود آ و برما آب نصرت ہا ببار یا مرا بردار یارب زیں مقامِ آتشیں
اے خدا نورِ ہدیٰ از مشرقِ رحمت برآر گمرہاں را چشم کن روشن ز آیاتِ مبیں

(ب) کرم ہا صد کرم کُن بر کسے کو ناصرِ دیں است بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا
چناں خوش دار اورا اے خدائے قادرِ مطلق کہ در ہر کار و بار و حالِ او جنّت شود پیدا

(ج) خونِ دیں بینیم رواں چوں کُشتگانِ کربلا اے عجب ایں مردماں را ہیچ آں دلدار نیست
اے خدا ہرگز مکن شاد آں دلِ تاریک را آنکہ او را فکرِ دینِ احمدِ مختار نیست

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی اور فرمایا ع

"رسید مژدہ کہ ایامِ نو بہار آمد"

(تذکرہ)

اِس خوشخبری کو پاکر آپؑ نے ساری دنیا کو بتا دیا کہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کی ترقی کے دن آنے والے ہیں۔ فرمایا ؎

رسید مژدہ کہ ایامِ نو بہار آمد زمانہ راغبرہ از برگ و بارِ خود بکنم

ایں زمانم زمانۂ گلزار موسمِ لالہ زار و وقتِ بہار
(درثمین فارسی)

اُردو زبان میں ادعیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متضرعانہ دعاؤں میں سے اُردو زبان میں چند دُعائیں یہ ہیں :-

(الف) سخت شورے او فتاد اندر زمیں　　رحم کن بر خلق اے جاں آفریں
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا　　تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوریٰ
حق پرستی کا مٹا جاتا ہے نام　　اک نشاں دکھلا کہ ہو حجت تمام

(ب) اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے　　سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دعا یہی ہے

(ج) اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ　　کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن
پھر بہار دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر　　کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن
دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پہ رات ہے　　اے مرے سورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا　　آ گئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو　　ورنہ دیں میت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں　　دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن
دوستو اس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی　　آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا　　اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے　　اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن
چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں　　اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گن گانے کے دن

(د) دن چڑھا ہے دشمنان دیں کا ہم پہ رات ہے　　اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار
اے مرے پیارے فدا تجھ پہ ہر ذرہ مرا　　پھیر دے میری طرف اے ساربان جگ کی مہار
کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے　　خاک میں ہو گا یہ سر گر تو نہ آیا بن کے یار
فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد　　کشتیٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعف دین مصطفیٰ　　مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار
کیا سلائے گا مجھے تو خاک میں قبل از مراد　　یہ تو تیرے پر نہیں امید اے میرے حصار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا　　اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار
قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے　　چھا رہا ہے ابر یاس اور رات ہے تاریک و تار

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر　　پھیر دے اے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا　　آ گیا اس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار
اے خدا بن تیرے ہو یہ آبپاشی کس طرح　　جل گیا ہے باغِ تقویٰ دیں کی ہے اب اک غزار
تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو　　ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہے ہر دم سیل وار
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں　　اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار
اے مرے پیارے ضلالت میں پڑی ہے میری قوم　　تیری قدرت سے نہیں کچھ دور گر پائیں سدھار
اے خدا شیطان پر مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ　　وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگِ روس اور جاپان سے　　میں غریب اور ہے مقابل پر حریفِ نامدار
دل نکل جاتا ہے قابو سے یہ مشکل سوچ کر　　اے مری جاں کی پناہ فوجِ ملائک کو اُتار
بسترِ راحت کہاں ان فکر کے ایام میں　　غم سے ہر دم ہو رہا ہے برتر از شبہائے تار
لشکرِ شیطاں کے نرغے میں جہاں ہے گھر گیا　　بات مشکل ہو گئی قدرت دکھا اے میرے یار
نسلِ انساں سے مدد اب مانگنا بیکار ہے　　اب ہماری ہے تری درگاہ میں یا رب پکار
دین و تقویٰ گم ہوا جاتا ہے یا رب رحم کر　　بے بسی سے ہم پڑے ہیں کیا کریں کیا اختیار
میرے آنسو اس غمِ دلسوز سے تھمتے نہیں　　دیں کا گھر ویران ہے دنیا کے ہیں عالی منار
اے مرے پیارے مجھے اس سیلِ غم سے کر رہا　　ورنہ ہو جائے گی جاں اس درد سے تجھ پر نثار

خدائی تسلّی

اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:۔

"بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منارِ بلند تر محکم افتاد" (تذکرہ)

کہ اسلام ضرور غالب ہوگا اور سچے مسلمانوں کو عظمت و بزرگی ضرور حاصل ہو کر رہے گی۔ یہ آسمانی تقدیر ہے جو کبھی بدل نہیں سکتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پر شوکت الفاظ میں اعلان فرمایا ؎

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا　　اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

نیز آپؑ نے فرمایا ؎

باغ میں ملت کے ہے کوئی گلِ رعنا کھلا　　آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار
آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے　　گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

(درثمین اردو)

آسمانی بشارتیں

اب میں ان بشارتوں اور پیشگوئیوں کا ذکر کرتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کے غلبہ کے بارے میں فرمائی ہیں۔ مختصراً یوں ہے کہ آپ نے دعویٰ ماموریت کے بعد پہلی ہی تصنیف کردہ کتاب میں پُر شوکت اعلان فرمایا کہ:-

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پُورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔" (فتح اسلام ص ۱۴-۱۵ مطبوعہ ۱۳۰۸ ہجری)

پھر ازالہ اوہام میں فرمایا:-

"اے مسلمانو! اگر تم سچے دل سے خداوند تعالیٰ اور اُس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرتِ الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آگیا۔"

(ازالہ اوہام ص ۴)

پھر ۱۸۹۷ء میں غلبۂ توحید کے لئے پُرجلال پیشگوئی فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:-

"میں ہر دم اِسی فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے ..... میں کبھی کا اِس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اُس کے بیٹے عیسیٰؑ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اُس نے چاہا ہے کہ اِن دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے۔ سو اب دونوں مریں گے۔ کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔ اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور

وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔

قریب ہے کہ سب ملّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائینگے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کُند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں مُلکوں میں پھیلے گی۔ اُس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد رُوحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اُتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔" (الاشتہار مُسْتَيْقِنًا بِوَحْيِ اللهِ الْقَهَّار۔ مؤرخہ ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء صفحہ ۲۶۱)۔

(تذکرہ صفحہ ۲۹۵، صفحہ ۲۹۹)

حضورؑ نے اپنی آخری بڑی تصنیف چشمہ معرفت میں اعلان فرمایا:۔

(الف) "خدا نے اِس زمانہ میں ارادہ کیا ہے کہ اسلام جس نے دشمنوں کے ہاتھ سے بہت صدمات اُٹھائے ہیں وہ اب سرِ نو تازہ کیا جائے۔ اور خدا کے نزدیک جو اُس کی عزت ہے وہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ظاہر کی جائے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴)

(ب) "خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں مذاہب کی جنگ ہوگی اور دریا کی لہروں کی طرح ایک مذہب دوسرے مذہب پر گرے گا۔ تا اس کو نابود کر دے۔ اور لوگ اسی جنگ و جدال میں مشغول ہوں گے کہ اِس فیصلہ کے کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرنا میں اپنی آواز پھونکے گا۔ وہ قرنا کیا ہے؟ وہ اُس کا نبی ہوگا جو اُس کی آواز کو پاکر اسلام اور توحید کی طرف لوگوں کو دعوت دیگا۔ اس آواز کے ساتھ خدا تعالیٰ تمام سعید رُوحوں کو ایک جگہ جمع کر دیگا۔ تب کوئی اسلام سے محروم نہیں رہے گا مگر وہی جس کو شقاوت ازلی نے روک رکھا ہوگا۔ پس یقیناً سمجھو کہ وہی دن ہیں جو خدا کے

دن کہلاتے ہیں"　　(چشمۂ معرفت ص۳۱۸)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے ایماء کے مطابق ۱۹۰۲ء میں اسلام کے کامل غلبہ اور سچے مسلمانوں کی عالمگیر ترقی کے لئے آخری مدت بایں الفاظ تحریر فرمائی ہے:۔

"ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دینگے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولیگا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"　　(تذکرۃ الشہادتین)

اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اپنے وعدوں کو جلد پورا فرمائے اور ہم سب کو اور ہماری نسلوں کو اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔ آمین یارب العالمین ٭

اسلام بہر حال فتح پائے گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

"یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ زمانہ اب اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ کسی وقت وہ اپنی طاقت دکھا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ کر آئیں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام)

خصوصیّات و برکاتِ خلافت

(قسط دوم)

(مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔اے)

خدا زمانے میں بچھڑے ہوئے ملاتا ہے
دلوں کو حسن کے جلووں سے کھینچ لاتا ہے
کہاں چلا ہے مقدّر سے روٹھ کر ناداں
او بدنصیب! خلیفے خدا بناتا ہے

(راجہ محمد اسلم صاحب مرحوم)

خلافتِ راشدہ اسلامیہ کی دوسری خصوصیت اور برکت یہ ہے کہ یہ وہ مبارک نظام ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے قائم کرتا ہے۔ خلیفہ اللہ تعالیٰ خود بناتا ہے جیساکہ فرمایا۔ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کہ ضرور اللہ تعالیٰ مومنوں میں خلافت کو قائم کرے گا۔ پس خلیفہ کا تقرر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ بظاہر مومن انتخاب کرتے ہیں مگر اُن کے قلوب پر اللہ تعالیٰ کا مخفی تصرّف ہوتا ہے اور عین وقت پر مومنوں کے قلوب کو منظورِ خداوندی کی طرف جھکا دیا جاتا ہے جیساکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ مَیں نے ارادہ کیا کہ اپنے بعد ابوبکرؓ کو جانشین نامزد کردوں مگر پھر مَیں نے کہا کہ :-

يَأْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ (بخاری شریف)

یعنی اللہ تعالیٰ بھی اِس بات سے انکار کرے گا اور مومن بھی اس کو پرے ہٹائیں گے سوائے اِس کے کہ حضرت ابوبکرؓ کو ہی خلیفہ منتخب کیا جائے ؛

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب صحابہؓ ایک ہاتھ پر

جمع ہو گئے۔ یعنی انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔

پس خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آتی ہے۔ بنی نوع انسان کو ہلاکت و تباہی اور بدعملی کے سمندر میں غرقابی سے بچانے کے لئے نبوت و رسالت کی طرح خلافت بھی وہ حَبْلُ اللّٰہ ہے جس کا ایک سرا خود اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ یہ رسّی اسی لئے دنیا میں پھینکتا ہے کہ اُس کے بندے اُس کو پکڑ کر اپنے آپ کو ہلاکت و ضلالت کے سمندر میں غرقابی سے بچا لیں خصوصاً طوفانِ ضلالت میں تو اِس حبل اللہ کو تھامے بغیر نجات قطعاً ممکن نہیں ہوتی۔ خلافت حبل اللہ انہیں معنوں میں ہے کہ خلیفۂ وقت کو خود خدا تعالیٰ مقرر کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلۂ کار ہوتا ہے۔ اُس کی زبانِ فیض ترجمان سے ہی مشیتِ خداوندی کا پتہ چلتا ہے۔ جو لوگ اِس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھام لیتے ہیں ــــ وہ وحدت کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں لیکن دوسرے لوگ تفرقہ و تشتت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران رکوع ۲)

یعنی تم سب کے سب اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور پراگندگی مت اختیار کرو۔

اِس سے معلوم ہوا کہ مومنوں کا عالمگیر اتحاد نظامِ خلافت کے بغیر قائم ہو ہی نہیں سکتا خلیفۂ وقت نبیٔ متبوع کی ظلّیت میں تمام مومنوں کے لئے بمنزلہ رُوحانی باپ کے ہوتا ہے اور اس کے سب مبایعین بمنزلہ بھائیوں کے ہوتے ہیں۔ اتحاد، وحدت اور اخوّت کی بلند ترین شان زمانۂ نبوّت کے بعد خلافتِ راشدہ کے زمانے میں ہی دیکھنے میں آتی ہے۔

پس خلافت کی دوسری خصوصیت اور برکت یہی ہے کہ خلیفۂ وقت خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ اللہ کے ہاتھ میں ایک آلۂ کار اور اُس کی مشیّت کا ترجمان، نیز اُس کی طرف سے قائم ہونے کی وجہ سے الٰہی تائیدات و انوار کا حامل ہوتا ہے۔ اور جو شخص ایمان کے زبانی دعویٰ کے باوجود خلافت کا منکر ہو وہ آسمانی گورنمنٹ کا باغی سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور میں آیتِ استخلاف کے آخر میں فرمایا :۔

وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

یعنی قیام و استحکامِ خلافت اور اس کے الٰہی نشانات و تائیدات کا مورد بننے کے بعد بھی جو شخص نظامِ خلافت کا قولی یا عملی انکار کرے گا وہ آسمانی گورنمنٹ کا باغی ہوگا اور فاسق کے نام سے موسوم ہوگا۔"

اِس سے از خود یہ امر بھی واضح ہوتا ہے کہ عزلِ خلافت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ کسی عہدے پر کسی شخص کو مقرر کرنے والی ہستی ہی اُس عہدے کو اُس شخص سے واپس لے سکتی ہے۔ مومنوں سے انتخاب صرف اس لئے کروایا جاتا ہے کہ وہ اپنے بلند معیارِ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مقامِ عزت کے حامل ہوتے ہیں اور اس قابل ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے قلوب کو اپنی وحیٔ خفی کا مورد بنائے اور منظورِ خداوندی کا انتخاب اُن کے ذریعے سے کروائے ورنہ خلفاء کا تقرر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے، جس پر لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کی نصِ صریح شاہدِ ناطق ہے۔ یعنی ضرور اللہ تعالیٰ خلیفہ بنائے گا سو ظاہر ہے کہ جو مقرر کرتا ہے اُس عہدے سے ہٹانے کا حق بھی وہی رکھتا ہے اور کسی منصب پر مقرر کرنے اور معزول کرنے والی ہستی اُس منصب پر فائز ہونے والے شخص سے بہرحال افضل اور بالادست اور اس کی مُطاع ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی خلفاء کو ان کے منصب پر فائز کرتا اور پھر وفات دیکر ان کو اپنے پاس واپس بُلاتا ہے اور وہی ان کا حقیقی مطاع اور آقا ہوتا ہے۔ مومنوں کی جماعت نہ ان کو اس منصب پر فائز کرتی ہے اور نہ ہی ہٹا سکتی ہے اور نہ ہی ان سے بالادست اور نہ ہی ان کی مطاع ہوتی ہے۔ بلکہ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ خلیفۂ وقت سب مومنوں کا مطاع اور امیر ہوتا ہے۔ ہاں بعض دنیوی نظاموں میں معاملہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ ان میں اصل ہیئت حاکمہ عوام ہوتے ہیں اور اُنہیں اپنے حکمرانوں پر بالادستی حاصل ہوتی ہے لہذا وہ انہیں معزول بھی کر سکتے ہیں۔

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ خلیفہ جس کی خلافت پر تائیداتِ خداوندی کی مُہر ثبت ہو جائے بعد میں گمراہ ہو سکتا ہے اور اِس قابل ہو جاتا ہے کہ مومن اُسے معزول کر دیں تو یہ امر اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے سے انکار کے مترادف ہے۔ یعنی یہ سمجھا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو خلیفہ کے تقرر کے وقت یہ علم ہی نہیں تھا کہ وہ ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کر رہا ہے جس نے بعد میں صراطِ مستقیم سے ہٹ جانا ہے۔ اور یہ امر ناممکن ہے۔ ورنہ تو یہ بات نبیوں کے متعلق بھی پوچھی جا سکتی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کا نبی کسی وقت صراطِ مستقیم سے ہٹ جائے تو کیا مومن اُس کو معزول کر سکتے ہیں؟ ہر شخص محسوس کرے گا کہ یہ امر بالبداہت ناممکن ہے۔ خدا تعالیٰ قطعی اور یقینی علم غیب رکھتا ہے اور وہ ایسے شخص کو ہی مقامِ نبوت پر فائز کرتا ہے جو ابدی طور پر آسمانِ روحانیت کا پرندہ بن چکا ہوتا ہے اور جس کا نیچے گرنا ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ابدی حفاظت و نصرت اُس کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ پس جس طرح انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے

عصمتِ کبریٰ حاصل ہوتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلفاءِ راشدین کو بھی انبیاء کی ظلیت میں عصمتِ صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں جادۂ استقامت پر گامزن رکھتا ہے۔

گزشتہ کئی خلفاءِ راشدین کے زمانوں میں شرپسندوں نے عزلِ خلیفہ کا مطالبہ کیا مگر خلفاءِ راشدین نے اُن مفسدوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے زمانے میں مابہ النزاع عزلِ خلافت کا مسئلہ ہی تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبعاً نرمی کی طرف مائل تھے، وہ خود شہید ہوگئے اور دین میں رخنہ پیدا نہ ہونے دیا لیکن انہوں نے اپنی شہادت سے مفسدین کا ضرور مُنہ کالا کر دیا۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کے زمانہ میں بھی خوارج نے اُن سے معزول ہونے کا مطالبہ کیا، اُن کی طبیعت میں سختی تھی انہوں نے تلوار سونت لی اور جنگِ نہروان میں اُن مفسدین کی گردنیں کاٹ کر رکھ دیں۔ اِن دونوں خلفائے راشدین نے اپنے اپنے مخصوص طرزِ عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ دُنیا کی کوئی طاقت خلفائے راشدین کو معزول نہیں کر سکتی۔

ہمارے اِس زمانے میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے بھی کئی مواقع پر مفسدین کو للکارا اور فرمایا کہ خلافت کی یہ ردا اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے پہنائی ہے تم میں سے کوئی شخص اِس کو مجھ سے چھین نہیں سکتا۔ خلافت ثانیہ میں بھی بڑے شدّ ومدّ سے عزلِ خلیفہ کا سوال اُٹھایا گیا مگر اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ خلیفۂ برحق سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں بھی مفسدین ذلیل و رُسوا ہوگئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسئلۂ خلافت کو اِس شدّ ومدّ اور تفصیل سے بیان فرمایا اور اِس سلسلہ میں جماعت کی وہ عظیم الشان تربیت فرمائی کہ آپ کی وفات کے بعد جب

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

کا حکم صادر ہوا تو تمام فرشتہ صفت مومنوں نے خلیفۂ وقت کے آگے سر جُھکا دیا اور اُس کی بیعت میں شامل ہوگئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ایک عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے خلافت کی جڑیں اِس حد تک مضبوط کر دیں کہ آپ کے بعد شیطان کو فتنہ پیدا کرنے کی ہمّت و جرأت نہ ہوئی۔ اور بحاظ اللہ تعالیٰ کی وحی خفی کے اشارے سے حضرت مسیح موعود علیہ نے آپ کا نام مصلح موعود رکھا تھا۔ کیونکہ آپ کے ہاتھ سے ایک نہایت عظیم الشان اصلاح کا اپنی عملی تکمیل کو پہنچنا مقدّر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اِس زمانہ کے مصلح اعظم ہیں، آپؑ کے فوراً ہی بعد ایک

اور وجود کا نام وحی خفی کے اشارے سے مصلح موعود رکھا جانا کسی عظیم الشان اصلاح کی طرف اشارہ کرتا تھا جس کی تکمیل اس پسرِ موعود کے ہاتھوں سے ہونی مقدر تھی ورنہ تو سارے خلفاء ہی مصلحین ہوتے ہیں۔ عزلِ خلافت کا شاخسانہ ویسے تو حضرت عثمانؓ کی خلافت سے شروع ہؤا تھا لیکن خلافت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہی اس کے تابوت میں آخری میخ گاڑ دی گئی۔ پس سیدنا حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجا طور پر مصلح موعود کے لقب کے مستحق ہیں۔ یہ مراد نہیں کہ آپ کے ہاتھ سے بعض دوسری اصلاحات صادر نہیں ہوئیں، مراد صرف اس قدر ہے کہ آپ کی اصلاحات اور کارناموں میں خلافت کی مضبوطی اور اس کا استحکام ایک نہایت ہی عظیم الشان اور درخشندہ کارنامہ ہے جس کی وجہ سے شیطان آپ کے بعد جماعت میں فتنہ پیدا نہ کر سکا اور سب مومنین ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو آخر دم تک خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات و انوار سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن ٭

خلافت کی ایک عظیم الشان برکت

حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"دیکھو ہم ساری دنیا میں تبلیغِ اسلام کر رہے ہیں مگر تم نے کبھی غور کیا کہ یہ تبلیغ کس طرح ہو رہی ہے۔ یہ تبلیغ محض خلافت کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ ایک مرکز ہے جس کے ماتحت وہ تمام لوگ جن کے دلوں میں اسلام کا درد ہے اکٹھے ہو گئے ہیں اور اجتماعی طور پر اسلام کے غلبہ اور اس کے احیاء کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔"

(الفضل ۲۸ مارچ ۱۹۵۱ء)

محبتِ الٰہی کے کرشمے

(۲)

(مکرم اخوند فیاض احمد صاحب ۔ لاہور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محض اللہ کے نام کی خاطر اپنی اور اپنے صحابہؓ کی بے دریغ قربانی پر ہر دم تیار رہنا اُس واقعہ سے بھی صاف ظاہر ہے جو جنگِ اُحد میں پیش آیا جب مسلمانوں کی فتح بظاہر شکست میں بدل گئی تھی اور ابوسفیان نے اِس عارضی کامیابی کے نشہ میں اعلان کیا کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار دیا۔ اُس نے پھر پکار کر کہا کہ ہم نے ابوبکرؓ کو بھی مار دیا۔ اِس کے بعد اُس نے آواز دی کہ ہم نے عمرؓ کو بھی مار دیا۔ آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو اِن تینوں دفعہ جواب دینے سے روک دیا تھا تاکہ دشمن جوش میں آکر پھر حملہ نہ کر دے اور زخمی مسلمان پھر حملہ کا شکار نہ ہو جائیں۔ مگر اِس کے بعد جب کفار نے یہ نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبَل، اُعْلُ ھُبَل اور صحابہؓ آنحضرتؐ کے پہلے ارشاد کی وجہ سے خاموش رہے تو آنحضرتؐ نے نہایت جوش کے ساتھ فرمایا تم لوگ جواب کیوں نہیں دیتے؟ اور صحابہؓ کے پوچھنے پر کہ وہ کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو:۔

اللّٰہ اعلیٰ واجل ۔ اللّٰہ اعلیٰ واجل

غرض اللہ کے نام کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس بات کی پروا نہ تھی کہ دشمن آپؐ پر اور آپؐ کی جماعت پر جو سب زخمی حالت میں تھے، دوبارہ بھرپور حملہ کر دیتا اور صحابہؓ کا آنحضرتؐ کے ارشاد پر اُس وقت بلا جھجک اللہ کی بڑائی کا نعرہ لگانا اِس امر کا بھی واضح ثبوت ہے کہ صحابہؓ کی جماعت اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر اپنی جانوں کی ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتی تھی۔

انفرادی قربانیوں کی مثال کے طور پر جنگِ اُحد ہی کے بعض واقعات پیش کئے جاتے ہیں:۔

حضرت طلحہؓ نے جنگ کے دوران جب دیکھا کہ دشمن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ کی طرف تیر پھینک رہا ہے تو اپنا ہاتھ آنحضرتؐ کے مُنہ کے آگے کر دیا۔ دشمن تیر پھینکتا رہا اور یہ سب تیر طلحہؓ کے ہاتھ پر لگتے رہے، یہاں تک کہ زخموں کی شدت کی وجہ سے طلحہؓ کا ہاتھ بالکل بے کار ہو گیا لیکن انہوں نے اپنا ہاتھ آنحضرتؐ کے مُنہ کے آگے سے نہیں ہٹایا۔

حضرت مالکؓ جو جنگِ اُحد میں اسلامی لشکر کی ابتدائی فتح کے بعد کچھ دُور ہٹ کر چند کھجوروں سے

اپنی بھوک کا علاج کر رہے تھے ٹہلتے ہوئے میدان کی طرف آئے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو روتے دیکھا۔ رونے کی وجہ پوچھنے پر انہیں حضرت عمرؓ نے بتایا کہ دشمن کے بعد کے حملہ کے نتیجہ میں آنحضرتؐ شہید ہو چکے ہیں۔ اُس وقت مالکؓ کے ہاتھ میں ایک کھجور باقی تھی جسے وہ مُنہ میں ڈالنے والے تھے انہوں نے یہ کہہ کر وہ کھجور زمین پر پھینک دی کہ اے کھجور! مالک اور جنّت کے درمیان اب تیرے سوا اور کون ہے؟ اور حضرت عمرؓ کو کہا کہ رونے سے کیا فائدہ، جہاں ہمارا محبوب گیا ہمیں بھی وہیں جانا چاہیئے اس کے بعد وہ اکیلے تین ہزار کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور اِس بے جگری کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے کہ جنگ کے بعد اُن کی لاش کے ستّر ٹکڑے ملے۔

میدانِ اُحد میں آنحضرتؐ کی شہادت کی افواہ جب مدینہ پہنچی تو بچے اور عورتیں دیوانہ وار اُحد کی طرف لپکے۔ اُن میں ایک عورت نے جب میدانِ اُحد سے آتے ہوئے ایک صحابیؓ سے آنحضرتؐ کے بارہ میں پوچھا تو چونکہ وہ صحابی آنحضرتؐ کے بارہ میں مطمئن تھے اُنہوں نے اُس عورت کو اُس کے قریبی رشتہ داروں کی شہادت کی خبریں سُنانی شروع کر دیں لیکن اُس عورت نے جب سُنا کہ اُس کا باپ شہید ہو گیا ہے تو اُس نے پھر آنحضرتؐ کے متعلق دریافت کیا۔ اب مخاطب نے اُسے اُس کے خاوند کی شہادت کی خبر دی تو اُس نے پھر آنحضرتؐ کے متعلق اپنا سوال دُہرایا۔ اِس دفعہ مخاطب نے اُس کو اُس کے بھائی کے بھی مارے جانے کی خبر دی۔ آخر اُس عورت نے غصہ میں آ کر کہا کہ وہ کسی اور کے بارہ میں نہیں پُوچھ رہی صرف آنحضرتؐ کی خیریت معلوم کرنا چاہتی ہے۔ اور جب آنحضرتؐ کی زندگی اور خیریت کے متعلق اسے اطمینان ہو گیا تو وہ کہنے لگی جب آپؐ سلامت ہیں تو خواہ کوئی مَرے مجھے پرواہ نہیں۔

ایک معمّر صحابیہؓ جب جنگِ اُحد سے واپسی پر آنحضرتؐ کے استقبال کے لئے آپؐ کے قریب پہنچیں تو آنحضرتؐ نے اُس سے اُس کے شہید بیٹے کی تعزیت فرمائی۔ اس کے جواب میں وہ ضعیف عورت کہنے لگی یارسول اللہ! جب مَیں نے آپ کو سلامت دیکھ لیا تو مَیں نے اپنی مصیبت کو بھُون کر کھا لیا۔

کیا وہ مسلمان عورتیں اپنے باپ، بھائی، خاوند اور جگر گوشوں کو خدا اور خدا کے رسولؐ کی محبت کے جوش میں بے دریغ قربان کر دینے کے جذبہ سے سرشار نہ تھیں؟

تاریخ اسلام کے ابتدائی دَور میں مسلم خواتین کی عظیم الشان قربانیوں ہی کا اثر تھا کہ بعد میں آنے والی نسل میں خنساءؓ جیسی اولوالعزم عورتیں پیدا ہوئیں جس نے اپنے چاروں جوان بیٹوں کو اپنا دُودھ پلانے کا حق جتا کر یہ کہہ کر میدانِ جہاد میں بھیجا کہ فتح پا کر ہی واپس آنا ورنہ وہیں شہید ہو جانا۔

نیز وفادار عاشق تو محبت کے میدان میں اپنا سب کچھ قربان کرنے پر تُلا رہتا ہے اِس لئے صحابہؓ

کی زندگیوں میں ہمیں جانی قربانیوں کے ساتھ ساتھ مال، عزت اور وقت غرض ہر قسم کی عظیم قربانیوں کی مثالیں ملتی ہیں۔

مالی قربانی کی دوڑ میں حضرت ابوبکرؓ ہمیشہ سب سے سبقت لے جاتے تھے۔ ان کا کم از کم معیارِ قربانی یہ تھا کہ اپنا سب کچھ اپنے محبوب آقاؐ کے قدموں پر لا ڈالیں۔ اگرچہ عام معیارِ مالی قربانی کا "حسبِ توفیق" سمجھا جاتا ہے لیکن وفورِ محبت کی قربانی کو عام قربانیوں کے معیار سے کیا نسبت؟ میدانِ عشق کے شہسواروں کی رفتار دنیا والوں کے کسی پیمانہ سے مناسبت نہیں رکھ سکتی۔

وفورِ محبت اور شوقِ اطاعت کی ایک اور بے ساختہ مثال اُس صحابی کا عمل ہے جو باہر سے مسجد کی طرف آ رہے تھے کہ انہیں مسجد سے آنحضرتؐ کی آواز سنائی دی "بیٹھ جاؤ"۔ آنحضرتؐ کا ارشاد مسجد کے اندر کھڑے ہوئے اصحاب کے لئے تھا، یہ صحابی مسجد سے باہر ایک فاصلہ پر تھے اور مسجد کی طرف آ رہے تھے لیکن آنحضرتؐ کی آواز کان میں پڑتے ہی زمین پر بیٹھ گئے اور گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف آنے لگے کسی نے کہا کہ آنحضرتؐ کے مخاطب آپ تو نہیں تھے۔ جواب دیا ٹھیک ہے لیکن اگر اس لمحہ کے بعد میں مر جاتا تو حسرت رہتی کہ رسول اللہؐ کے ایک فرمان کی آواز سنی لیکن اُس پر عمل نہ کیا۔

ایک اور مثال جذبۂ محبت و اطاعت کی حضرت خلیفۂ ثانی عمر فاروقؓ کی ہے (یہ واقعہ اگرچہ مادی قربانی کا نہ سہی لیکن صحابہؓ کی قربانیوں ہی کا نتیجہ اور انعام، اور آنحضرتؐ کی ایک پیشگوئی کے مطابق تھا) یعنی جب حضرت عمرؓ نے آنحضرتؐ کے اِن الفاظ کو ظاہری رنگ میں پورا کیا کہ سراقہ بن مالکؓ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ جب کسریٰ کے ایوانوں پر حضرت عمرؓ کے دور میں مسلمانوں کا قبضہ ہوا اور اموالِ غنیمت میں کسریٰ کے کنگن بھی لاکر آپؓ کے سامنے رکھے گئے تو آپؓ نے سراقہ کو (جو مسلمان ہو چکے تھے) بلوایا اور حکم دیا کہ وہ کنگن پہنیں۔ سراقہ کہنے لگے کہ شریعت میں مسلمان مردوں کو سونا پہننا منع ہے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے جو خلیفۂ وقت اور مسلمانوں کے امام تھے فرمایا، ہاں منع ہے لیکن ان مومنوں کے لئے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے ہاتھ میں سونے کے کنگن دکھائے تھے۔ یا تم یہ کنگن پہنو گے یا میں تمہیں سزا دوں گا، تو سراقہ نے وہ کنگن پہن لئے اور دنیا نے آنحضرتؐ کی عظیم الشان پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ لیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد یعنی صحابہؓ کا اللہ تعالیٰ اور آنحضرتؐ کے لئے وہ عظیم الشان جذبۂ الفت و اطاعت جس کی چند مثالیں اوپر پیش کی گئی ہیں آنحضرتؐ ہی کے اُسوہ اور قوتِ قدسیہ کا نتیجہ تھا۔ صحابہؓ کے ساتھ آنحضرتؐ کی محبت و شفقت کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے لیکن

اللہ تعالیٰ کی راہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام اقارب اور تمام رُوحانی اولاد کو قربان کرنے کے لئے ہردم تیار رہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے صرف صحابہؓ سے ہی آنحضرتؐ کی محبّت پر شہادت نہیں دی بلکہ تمام بنی نوع انسان سے آنحضرتؐ کی بے نظیر محبّت اور تمام انسانوں کی ہدایت و ترقی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید تڑپ کا بھی اِن الفاظ میں ذکر کیا ہے :-

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (الشعراء ع۱)

ترجمہ :- شاید تُو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔

نیز فرمایا :-

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ (الضحیٰ ع۱)

ترجمہ :- اور جب اُس نے تجھے (اپنی قوم کی محبّت میں) سرشار دیکھا تو (اُن کی اصلاح کا) صحیح راستہ تجھے بتا دیا۔

مختصر تفسیر :- لغت میں ضَلَّ کے معنی محبّت میں سرشار ہونے کے بھی ہیں (مفردات راغب) اور یہی معنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مطابق ہیں یعنی اے رسولؐ ! تُو اپنی قوم کی ہدایت کی خواہش میں سرشار تھا سو ہم نے تجھے وہ راستہ بتا دیا جس سے تُو قوم کی اصلاح کر سکے۔ (تفسیر صغیر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ پر مکّہ کے ابتدائی تیرہ سالہ دَور میں شدید ترین مظالم توڑے گئے لیکن آپؐ نے صحابہؓ کو ہمیشہ صبر کی تلقین فرمائی اور اپنی قوم کے لئے ہدایت کی دعا کی اور اپنی دعوتِ حق کی کوششوں کو بڑھاتے چلے گئے۔ طائف کے لوگوں نے جب آپؐ پر پتھراؤ کیا اور آوارہ لڑکے اور کُتّے آپؐ کے پیچھے ڈال کر آپؐ کو شہر سے دُور دھکیل دیا اور آپؐ کا تمام جسم لہو لہان ہوگیا، تو حدیث میں ہے کہ آپؐ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور اجازت مانگی کہ پہلو کے دونو پہاڑ طائف کے لوگوں پر پیوست کر کے ان کا خاتمہ کر دے۔ تو آپؐ نے فرمایا :-

"نہیں ! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اِنہی لوگوں میں سے وہ لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی پرستش کریں گے"

لوگوں کی بھلائی اور انسانیت کی محبّت کی خاطر، اپنے اور اپنے صحابہؓ کے جذبات کی بے نظیر قربانی کی مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکّہ کے موقع پر قائم فرمائی جبکہ آپ فاتح کی حیثیت سے

مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ کو اپنے دشمنوں پر مکمل اقتدار اور غلبہ حاصل ہوگیا۔ وہ دشمن جنہوں نے تمام اخلاقی قیود کو پھاند کر آپؐ اور آپؐ کے اہلِ خاندان اور آپؐ کی جماعت پر شدید ترین ظلم وستم ایک لمبے عرصہ تک روا رکھے تھے لیکن اُن دشمنوں کو آپؐ نے بلا تأمل معاف فرما دیا۔ اُن دشمنوں میں ابو جہل کا بیٹا عکرمہ بھی تھا۔ جب آپؐ نے اُس کو بھی معاف کر دیا تو اُس نے کہا کہ جو شخص اتنے شدید دشمنوں کو معاف کر سکتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور اپنے صحابہؓ کے جذبات پر مکمل ضبط رکھ کر ہر حال میں، خواہ وہ بظاہر محکومیت کا عالم تھا یا دشمن سے مقابلہ کا یا دشمن پر مکمل قبضہ و اقتدار کا، تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کی خاطر ہی ہمیشہ قدم اُٹھایا اور مخلوقِ خدا کی ہدایت و بہتری کے سوا کوئی اور ذاتی و جماعتی مقصد اپنے پیشِ نظر نہ رکھا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

مضمون بہت طویل ہو جائے گا ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کے طفیل، دین اور انسانیت کی محبت کی راہ میں جو عظیم قربانیاں آپؐ کے رُوحانی فرزند ہمیشہ کرتے چلے آتے ہیں، اُن کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ تھا۔ بالخصوص اُس عظیم الشان فرزندِ نبیؐ جو آنحضرتؐ کی بعثتِ ثانیہ کا مظہر ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پسرِ مبارک المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی زندگیوں کا ہر لمحہ عشقِ الٰہی، عشقِ نبیؐ، عشقِ دین اور عشقِ انسانیت کے نشہ میں ایسی قربانیوں کا حامل ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے بعد اپنی مثال آپ ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء اور جسمانی و روحانی اولاد کا نمونہ اصحابِ محمدؐ کے نمونہ کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

آخر میں یہ عاجز اُس اسلامی "نظامِ نَو" کا تذکرہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا جس کی بنیاد، قرآنی تعلیم کی روشنی میں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب و بروز نے اِس زمانہ میں قائم فرما دی ہے اور جس کا خاکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ دنیا کے سامنے رکھ چکے ہیں۔ کیونکہ الٰہی تقدیر و منشاء کے ماتحت یہی اب دنیا کا آئندہ نظام ہوگا۔ اور اِسی میں دنیا کے تمام دُکھوں اور دردوں کا حقیقی اور مستقل علاج مضمر ہے اور اِس نظام کی بناء جذبۂ محبت پر ہی رکھی گئی ہے۔

چنانچہ سیدنا المصلح الموعودؓ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر "الوصیت" کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"درحقیقت ان الفاظ میں اُس نظام کی طرف اشارہ ہے جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے کہ ہر فردِ بشر کے لئے کھانا مہیا کیا جائے۔ ہر فردِ بشر کے لئے کپڑا مہیا کیا جائے۔ ہر فردِ بشر کے لئے مکان مہیا کیا جائے۔ ہر فردِ بشر کے لئے تعلیم اور علاج کا سامان مہیا کیا جائے۔" (تقریر "نظامِ نَو")

نیز فرماتے ہیں :-

"جب وصیت کا نظام مکمل ہو گا تو...... اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فردِ بشر کی ضرورت کو اس سے پُورا کیا جائے گا اور دُکھ اور تنگی کو دُنیا سے مٹا دیا جائے گا۔ انشاء اللہ یتیم بھیک نہ مانگے گا۔ بیوہ لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے گی۔ بے سامان پریشان نہ پھرے گا۔ کیونکہ وصیت بچوں کی ماں ہو گی۔ جوانوں کی باپ ہو گی۔ عورتوں کا سہاگ ہو گی۔ اور جبر کے بغیر محبت اور دلی خوشی کے ساتھ بھائی بھائی کی اس ذریعہ سے مدد کرے گا...... نہ امیر گھاٹے میں رہے گا نہ غریب۔ نہ قوم قوم سے لڑے گی۔ بلکہ اس کا احسان سب دنیا پر وسیع ہو گا۔"

(ایضاً)

پس کیا ہی پاک ہے وہ ہمارا عربی آقا جو رحمۃ للعالمین بن کر دُنیا میں آیا اور مقامِ ابراہیمؑ، یعنی مکہ کے مرکز سے اُس نے تمام بنی نوع انسان کو ہمیشہ کے لئے ایک عجیب رشتۂ محبت میں منسلک کر دینے والی تعلیم دی۔ کاش آج کا انسان جو تعصب و تنگ نظری، کبر و نخوت، حسد و نفرت، طمع اور شر پسندی کی بدولت آگ کے ایک ناپیدا کنار سمندر کے کنارے پریشان کھڑا ہے۔ وہ ایک دردناک عالمگیر تباہی کا شکار ہونے سے پہلے ذرا اپنی فطرت کو جھنجھوڑے اور اپنے دل کی گہرائیوں میں دبی ہوئی کوئی ایک محبت کی چنگاری نکال لائے اور پھر ہادیٔ عالمؐ اور آپؐ کے جانشینوں کی دعوت قبول کر کے اِس چنگاری کو ہوا دے تو دنیا ایک بار پھر جذبۂ محبت کے اعجازی کرشموں کا مشاہدہ کر سکے گی۔ اور یہ ہماری زمین جو دوزخ کا نمونہ بنتی جا رہی ہے ایکبار پھر بنی آدم کے لئے جنت کا رُوپ دھار لے گی۔

اے خدا تُو ایسا ہی کر۔ (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اُٹھ اے فرزندِ مغرب دیکھ یہ مشرق سے نور آیا

(مکرّم نسیم سیفی صاحب۔ ربوہ)

اُٹھ اُے فرزندِ مغرب دیکھ یہ مشرق سے نُور آیا
ترے ظلمت کدے میں کوئی لے کے شمعِ طُور آیا
تجھے اسرارِ ہست و بُود سے آگاہ کرنے کو
خدائے قادر و مطلق کے جلووں کا ظہُور آیا
ترے کام آگئی آخر یہ رندانہ بلا نوشی
زہے قسمت کہ گردش میں یہاں جامِ طہُورہ آیا
کہاں تک مضطرب رکھیں تجھے تثلیث و کفّارہ
سکونِ قلب کی خاطر پیامِ پُرسرُور آیا
منوّر ہو رہی ہے اب فضا سارے زمانے کی
کلام اللہ سے سرشار یہ نُور ابنِ نُور[1] آیا
محمّد کی غلامی میں عروجِ آدمیّت ہے
یہی پیغام لے کے واقفِ شانِ حضُور آیا
نسیمؔ ان کی جُدائی میں کوئی پوچھے مرے دل سے
سکوُں تجھ کو بھلا کس لمحہ قلبِ ناصبُور آیا

[1] حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق الہام ہے "نور آتا ہے نور"۔

سکنڈے نیویا کی سب سے پہلی مسجد کا بابرکت افتتاح!

افتتاحی تقریب کا خالص رُوحانی ماحول اور اس کا پُر کیف منظر،

۲۱ر جولائی ۱۹۶۷ء کا دن جو بحمد اللہ تعالیٰ جمعہ کا مبارک دن تھا سلسلۂ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ہی نہیں تاریخِ اسلام میں غیر معمولی اہمیت کا حامل دن ہے، اس لئے کہ اُس مبارک دن کی مبارک ساعتوں میں اُس مقدس و مطہّر وجود باجود نے، جو خلافتِ احمدیہ کی مسندِ جلیلہ پر متمکن ہوتے ہوئے دنیا میں قدرتِ خداوندی کے درخشندہ و تابندہ نشان کی حیثیت رکھتا ہے، ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے ساتھ سکنڈے نیویا کی سب سے پہلی مسجد (مسجد نصرت جہاں) کا افتتاح فرمایا۔ اس طرح اُس سرزمین میں جو ایک ہزار سال سے بھی زائد عرصہ تثلیث کا گہوارہ چلی آ رہی ہے سب سے پہلے تعمیر ہونے والے خانۂ خدا کے دروازے بلا تفریق و امتیاز جملہ توحید پرستوں پر خدائے واحد کی عبادت بجا لانے کے لئے ہمیشہ ہمیش کے واسطے کھول دیئے گئے۔ ——— دروازے کھلنے کی دیر تھی سکنڈے نیویا میں خدائے واحد کے نام پر تعمیر ہونے والے اس سب سے پہلے خانۂ خدا سے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی صدا بلند ہوئی اور وہاں کی بظاہر اجنبی فضا میں گونج کر فضائے بسیط کی ناپیدا کنار وسعتوں میں اُٹھنے والی لہروں کی شکل میں ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ ہو گئی ——— یہ مقدس صدا تثلیث کے اُس گہوارہ میں اب گونجتی ہی چلی جائے گی حتیّٰ کہ کبھی ختم نہ ہونے والی اس گونج کی برکت سے تثلیث کا یہ گہوارہ سر تا سر توحید پرستوں اور خاتم النبییّن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کے مسکن میں تبدیل ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔

ڈنمارک ہی نہیں پورے سکنڈے نیویا میں تعمیر ہونے والی اس سب سے پہلی مسجد کے افتتاح کی یہ مقدس مبارک تقریب خالص روحانی ماحول میں منعقد ہوئی۔ اس رُوحانی ماحول کے پُر کیف منظر سے وہاں کے بہت سے

تثلیث پرست غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے اور وہ بے اختیار فرطِ مسرت سے جھوم اُٹھے ۔ افتتاحی تقریب میں یورپ میں فریضۂ تبلیغ ادا کرنے والے مبلغین اسلام اور سکنڈے نیویا کے نو مسلم احمدی احباب کے علاوہ متعدد اسلامی اور دیگر ممالک کے سفراء، ڈنمارک کی نامور اور سربرآوردہ شخصیتیں اور کوپن ہیگن کے معزز شہری بہت کثیر تعداد میں موجود تھے۔ نہ صرف مسجد کا اندرونی ہال بلکہ اس کا احاطہ ان کثیر التعداد مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اثر و جذب میں ڈوبی ہوئی مختصر تقریر کے دوران خدائے واحد و یگانہ کے حضور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ مسجد کے افتتاح کا اعلان فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے اپنے مختصر خطاب میں بآوازِ بلند دعائیہ کلمات ادا کرتے ہوئے خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں عرض کیا :۔

”اے خدا! میری اس عاجزانہ دعا کو سُن۔ ہر عمر کی احمدی مستورات نے فدائیت کے جذبے کے ساتھ یہ مالی قربانی پیش کی ہے اور تیرے لئے دنیا کے اس حصہ میں ایک گھر تعمیر کیا ہے تاکہ اس سرزمین میں تیری عزت، تیرا جلال اور تیری وحدانیت قائم ہو۔

اے ہمارے محبوب آقا! اپنے خاص فضل سے اس حقیر قربانی کو شرفِ قبولیت بخش اور اپنی قدرت اور طاقت کی تجلیات اور بنی نوع انسان کے لئے محبت سے بھرے ہوئے نشانوں کے ذریعہ اپنے چہرہ کا جلال ظاہر فرما۔

اے خدا! ہماری تضرعات کو سُن اور بنی نوع انسان کے لئے ہم جو رحم کی اپیل کرتے ہیں اسے قبول فرما۔ تُو ہمارے دلوں کے اندرونی راز جانتا ہے۔ تجھ سے کچھ بھی پوشیدہ نہیں۔ تُو جانتا ہے کہ ہم اپنے لئے کسی عزت یا عظمت کے خواہاں نہیں ہیں۔ ہم تیری عظمت اور تیری عزت کو قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم تجھ سے کسی بدلے کی درخواست نہیں کرتے۔ ہم صرف یہی چاہتے ہیں کہ تیرے بندے تجھے پہچاننے لگیں اور تیری حفاظت میں پناہ لیں تاکہ وہ اُس غضب سے بچ سکیں جو دنیا پر نازل ہونے والا ہے اور جس کے متعلق تُو نے ساٹھ سال سے زیادہ عرصہ گزرا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خبر دی تھی۔

اے خدا! ایسے حالات اور ایسی فضا پیدا فرما جو تیرے ان بندوں کو

ایٹم اور جوہری توانائی کی ہلاکت آفرینی سے جس کے سائے اُفق پر نمودار ہو چکے ہیں. بچا سکیں۔

اے خدا! ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے مخلص اور سچے فرمانبردار بن سکیں اور تجھ کو عاجزی کے ساتھ ماننے والے ہوں۔ اے خدا! ہماری اولادوں کو اور ہماری آنے والی نسلوں کو اسلام کا ورثہ پانے کی توفیق دیجیو اور انہیں اپنے پاکباز بندے بنائیو اور ہمیں ایسی دُعائیں کرنے کی توفیق دے جنہیں تیری طرف سے شرفِ قبولیت حاصل ہو سکے۔ اور اپنے بھرپور احسان، رحم اور عفو کے ساتھ ہمارے دلوں پر نزول فرما۔

اے خدا! اِس مسجد کو بابرکت فرما اور اسے مخلصانہ عبادت اور بے لوث خدمت کا مرکز بنا۔ خدا کرے کہ تمام وہ لوگ جو اِس مرکز سے تعلق رکھنے والے ہوں تمام بنی نوع انسان کی خدمت بجا لائیں۔ سب سے ہمدردی کا سلوک کریں، سب کی خیر خواہی کے جذبہ سے معمور ہوں اور سب سے برادرانہ اور مخلصانہ تعلقات رکھنے والے ہوں۔ ان سے کسی کو کوئی تکلیف یا ضرر نہ پہنچے، نہ ان کے ہاتھوں سے، نہ ان کی زبان سے نہ ہی کسی اور طریق سے۔ اے خدا ان کے دلوں کی تاریکی کو دُور فرما اور ان سے پھوٹ نکلنے والی روشنی سے ساری دنیا کو منوّر کر دے۔

اے ہمارے آقا اور ہمارے ربّ! اپنے اس گھر کو امن اور حفاظت کا گھر بنا دے۔ اِس میں نماز ادا کرنے والوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ غلط فہمیوں اور شرارتوں کے بادلوں کو اِس دُنیا سے چھانٹ کر رکھ دیں۔ اے خدا ایسا کر کہ تمام انسان ایک دفعہ پھر آپس میں بھائی بھائی بن جائیں اور ایسا ہو کہ تمام بنی نوع انسان تیری حفظ و امان کے خوشگوار سائے کے نیچے پناہ لیں اور تیرا نُور ہر دل میں چمکے اور سب دل تیرے محبوب اور انسانیت کے محسنِ اعظم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے لبریز ہو جائیں۔

اے ہمارے آقا اور ہمارے ربّ! ہم کمزور ہیں لیکن تُو قادر ہے اور ہر طاقت و قدرت کا منبع ہے۔ اے خدا! اے دونوں جہانوں کے مالک! اپنا چہرہ ظاہر فرما اور ہمیں اپنی قدرت کا معجزہ دکھا اور ہماری حقیر کوششوں میں برکت

ڈال تاہم اس مقصد کو حاصل کر سکیں جو تو نے خود ہی ہمارے لئے مقرر فرمایا ہے ۔"

سوز و گداز کے عالم میں کمال درجہ عجز و انکسار کے ساتھ بہ آوازِ بلند دعائیں کرنے کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر بھی دعا کی جو تین منٹ تک جاری رہی ۔ درد و سوز میں ڈوبی ہوئی اس دعا میں یورپ کے مبلغینِ اسلام، نومسلم احمدی احباب اور دیگر مسلمان شریک ہوئے۔ دعا کے وقت کثیر التعداد غیر مسلم حاضرین بھی اپنی اپنی جگہ کمال ادب کے ساتھ خدائے واحد و یگانہ کے حضور جھکے بغیر نہ رہے ۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفۂ برحق کی خداداد قوتِ جذب اور قوتِ قدسی کے زیرِ اثر اس وقت ایسی روحانی فضا قائم ہوئی اور ایسا روحانی کیف و سرور چھایا رہا کہ اس مقدس ماحول کی پاک تاثیرات کو تثلیث کے بعض پجاریوں حتّٰی کہ دہریوں نے بھی محسوس کیا اور انہوں نے اس روحانی کیفیت اور اس کے پُرکیف منظر کو ایک دل موہ لینے والے عظیم تجربہ سے تعبیر کیا ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی قوتِ قدسی کے زیرِ اثر افتتاحی تقریب پر چھا جانے والی جس روحانی فضا اور حاضرین پر اس کے بس ہمہ گیر اثر کا ہم نے یہاں ذکر کیا ہے وہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے اور اس کا ثبوت خود ڈنمارک کے (جہازی سائز پر شائع ہونے والے) ایک عیسائی ہفت روزہ اخبار "VALBY BLADET" نے مہیا کیا ہے ۔ اس نے اپنی ۲۷ جولائی ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں صفحہ کے اوپر کے حصہ میں مسجد ڈنمارک اور حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں ادا کی جانے والی پہلی نماز جمعہ کی بڑے سائز کی دو تصاویر درج کر کے چار کالموں میں پھیلے ہوئے نہایت جلی عنوان کے تحت مسجد کی افتتاحی تقریب کا مفصل حال شائع کیا ہے جس میں اس نے حضور ایدہ اللہ کی تقدس مآب شخصیت اور دعاؤں کے دوران تقریب پر چھا جانے والی غیر معمولی روحانی کیفیت پر بھی روشنی ڈالی ہے ۔ ہم ذیل میں اس خبر کے عنوانات اور روحانی کیفیت سے متعلق اقتباسات کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں ۔

اخبار نے اس تفصیلی خبر پر جلی حروف میں جو پہلا چار کالمی عنوان جمایا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے :-

"سکنڈے نیویا میں سب سے پہلی مسجد کا افتتاح اور خلیفہ صاحب کی مجلس"

اس جلی عنوان کے تحت اخبار نے جو ذیلی عنوانات قائم کئے وہ یہ ہیں :-

"مسلمان خواتین کی عالمی تنظیم کے فراہم کردہ چندوں سے تعمیر شدہ ——
—— بلا لحاظ ہر شخص کو (خدائے واحد کی) عبادت بجا لانیکی عام اجازت ——
—— غیر معمولی طور پر خوبصورت اور شاندار عمارت ——"

اِن عنوانات کے تحت اخبار مذکور حضور ایدہ اللہ کی عظیم اور تقدس مآب شخصیت نیز دُعا کے وقت فضا پر چھا جانے والی رُوحانی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے:۔

(۱) "اُس مجلس میں رُوحانی آزادی سے ہمکنار کرنے والی ایک عجیب و غریب فضا چھائی ہوئی تھی۔ اِس عجیب و غریب اور حرّیت نواز ماحول میں مغربی پاکستان سے تشریف لائے ہوئے خلیفہ مرزا ناصر احمد صاحب کی عظیم اور واجب الاحترام شخصیت سب کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ آپ کا چہرہ گہری بھوؤں اور سفید ریش سے مزیّن تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا اُن بزرگ اور مقدس ہستیوں میں سے جن کا ذکر کتابِ موسیٰ میں آتا ہے ایک بزرگ اور مقدس ہستی ہمارے درمیان تشریف فرما ہے۔ فی الواقعہ ہر شخص نے اُس عظمت اور تقدس کو محسوس کیا جو آپ کے وجود میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوُا تھا۔ یہ احساس اور یہ تاثر اُس وقت اَور بھی زیادہ اُجاگر ہو گیا جب آپ نے اِن الفاظ کے ساتھ پریس کانفرنس کا آغاز فرمایا:۔

"مَیں جنگ کا نہیں امن کا حامی ہوں اور امن کے ایک پیرو کی حیثیت سے خدا کے اِس گھر کے دروازے لوگوں پر کھولنے آیا ہوں۔"

(۲) "افتتاحی تقریر کے بعد گہری خاموشی کے عالم میں تین منٹ کی دعا ہوئی۔

ٹیلیویژن والوں، اُن کی سیلاب کے مانند اُمنڈی چلی آنے والی روشنیوں، اخبار نویسوں اور اُن کے کیمروں سے پھُوٹ نکلنے والی فلیش لائٹوں کے باوجود مسجد کے گول کمرہ میں ہر طرف وجد آفریں اور پُر کیف خاموشی طاری تھی۔ دُعا کے ختم ہونے پر بھی یہ کیفیت دیر تک طاری رہی اور آہستہ آہستہ پہلی حالت واپس آئی۔

(۳) "افتتاح کا اصل آغاز خلیفہ صاحب کی اقتداء میں نماز جمعہ کی ادائیگی سے ہؤا۔ وہ تمام لوگ جو نماز میں شریک ہونے کے خواہشمند تھے اُنہیں نماز میں شریک ہونے کی عام اجازت تھی۔ لیکن اُن کے لئے ضروری تھا کہ وہ جُوتے اُتار کر اور اُنہیں باہر ہی چھوڑ کر مسجد میں داخل ہوں۔ مسجد کے مقدس کمرہ میں داخل ہونے کے لئے بس یہی ایک شرط تھی۔ بہت سے لوگوں کے لئے جنہیں مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کا موقع ملا اِس نوع کی عبادت میں حصّہ لینا ایک دل موہ لینے والے عظیم تجربہ کی حیثیت رکھتا تھا۔"

("VALBY BLADET" 27.7.1967)

کیا ہی خوش بخت و خوش نصیب ہے ڈنمارک کی سرزمین اور کیا ہی خوش بخت و خوش نصیب ہیں ڈنمارک کے رہنے والے کہ سکنڈے نیویا میں سب سے پہلی مسجد اُس کے ایک قطعۂ زمین پر اور اُن کے درمیان تعمیر ہوئی اور پھر اُس مقدس و مطہر وجود نے جو آج رُوئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفۂ برحق ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی قدرت، رحمت اور برکت کا ایک زندہ نشان ہے اسے اپنے قدومِ میمنت لزوم اور اُنہیں آسمانی فیوض و برکات

اور معارف و علوم سے نوازا۔ بہتوں نے ابھی ایمان کی دولت سے محروم ہونے کے باوجود اُس وجودِ باجود کی پاک صحبت کی پاک تاثیرات کو محسوس کیا اور وہ دل موہ لینے والے ایک عظیم تجربہ سے ہمکنار ہوئے۔

اہل ڈنمارک کا بدرجۂ اولیٰ یہ فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو حقیقی اور مستقل طور پر اِس غیر معمولی خوش بختی اور خوش نصیبی کا اہل ثابت کریں۔ اس کا ایک ہی طریق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اِس پیارے کی آواز کو دل میں جگہ دیں جو محض لِللّٰہ ان کی خیر خواہی کی خاطر ہزاروں میل کی مسافت طے کرنے کے بعد پاکستان سے ان کے پاس پہنچا اور انہیں آسمانی فیوض و برکات سے نوازا۔ اس کی آواز کو دل میں جگہ دینے سے مراد یہی ہے کہ وہ تثلیث پرستی، بے دینی اور دہریت سے بکلی توبہ کر کے اور اسلام کی عافیت بخش آغوش میں آ کر اپنے آپ کو خدا کی امان کے نیچے جمع کریں۔ بجز اِس کے اُن کے لئے اور کوئی مامن نہیں۔ آنے والی عظیم تباہی اور ہلاکت سے جو تیسری عالمگیر جنگ کی صورت میں ان کے سروں پر منڈلا رہی ہے بچنے کی یہی ایک راہ ہے۔ خدائے واحد نے اپنے خلیفۂ برحق کو اُن کے پاس بھیج کر انہیں پہلے ہی سے ایک دفعہ پھر خبردار کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سکنڈے نیویا کی اِس سب سے پہلی مسجد کی تعمیر میں غیر معمولی برکت ڈالے، اسے اُس سرزمین میں اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا مرکز بنائے اور یہ خدا کے فضل سے وہاں کے لوگوں کو خدا کی امان کے نیچے جمع کرنے کا مؤثر ذریعہ ثابت ہو۔ اس کی برکت سے روحانیت کی پیاسی رُوحیں دیوانہ وار اسلام کی طرف کھنچی چلی آئیں یہاں تک کہ وہاں بھی ہر طرف اسلام ہی اسلام نظر آنے لگے اور پھر وہاں کی فضائیں قیامت تک اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی پُر کیف صداؤں سے گونجتی رہیں۔ آمین اللّٰھم آمین ✦

دُعاؤں میں لگے رہو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"سچّے دل سے نمازیں پڑھو اور دُعاؤں میں لگے رہو اور اپنے سب رشتے داروں اور عزیزوں کو یہی تعلیم دو۔"

(ملفوظات جلد پنجم صـ۳)

سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ

محترمی زعیم اعلیٰ صاحب / زعیم صاحب مجلس انصار اللہ ——— السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اخبار الفضل کے مطالعہ سے آپ کو علم ہو چکا ہوگا کہ امسال مجلس انصار اللہ کا بارھواں مرکزی سالانہ اجتماع مورخہ ۲۷-۲۸-۲۹/ اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار ربوہ میں منعقد ہوگا انشاء اللہ۔ یہ اجتماع خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی برکات کا حامل ہوتا ہے۔ بزرگانِ دین سلسلہ کے چوٹی کے علماءِ کرام کی تقاریر کے علاوہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات اور نصائح سننے کا موقع میسر آتا ہے۔

اجتماع کا ماحول دعاؤں اور انابت الی اللہ کا مخصوص ماحول ہوتا ہے۔ اکثر شامل ہونیوالے احباب روح کی بالیدگی اور قلب کی طمانیت محسوس کرتے ہیں۔ امام ہمام اور مرکز کی زیارت اسکے علاوہ ہے۔ آپ ازراہِ کرم ابھی سے اِس اجتماع میں شمولیت کے لئے انصار کو تحریک شروع فرمادیں نیز مندرجہ ذیل امور کی طرف ازراہِ کرم فوری توجہ فرمائیں۔

۱- شوریٰ انصار اللہ کے لئے اگر آپ اپنی مجلس کی طرف سے کوئی تجویز بھجوانا چاہتے ہوں تو مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد (معین الفاظ میں) ۲۰/ ستمبر سے قبل دفتر مرکزیہ میں بھجوادیں۔ دیر سے آنیوالی تجاویز پر قلتِ وقت کی وجہ سے غور نہیں ہو سکے گا۔

۲- اپنی مجلس کی طرف سے نمائندگانِ شوریٰ کا انتخاب کرواکے اُنکے اسماء سے مرکز کو مطلع فرمادیں۔ قواعد کے مطابق بیس اراکین یا اس کی کسر پر ایک نمائندہ منتخب ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ، ناظمین اعلیٰ، ناظمینِ اضلاع / علاقہ اور زعماء / زعماء اعلیٰ اپنے عہدہ کے لحاظ سے شوریٰ کے ممبر ہوں گے۔

نمائندگان کی اطلاع مرکز میں بھجوانے کے لئے آخری تاریخ ۱۵/ اکتوبر مقرر کی گئی ہے۔ اِس سے قبل آپ کی طرف سے یہ اطلاع بہرحال مل جانی چاہیئے۔

۳- سالانہ اجتماع انصار اللہ کا چندہ جس کی شرح کم از کم ایک روپیہ سالانہ فی رکن ہے جملہ اراکین سے وصول کرکے جلد بھجوادیا جائے تاکہ اجتماع کے انتظامات میں مالی دشواری حائل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو بیش از بیش خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

خاکسار

شیخ محبوب عالم خالد

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

۱۵/ اگست ۱۹۶۷ء

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ بابت ماہ اگست ۱۹۶۷ء

نتیجہ امتحان انصار اللہ سہ ماہی دوم

اِس امتحان کا نصاب حسب ذیل تھا :-

معیار اوّل :- (۱) ترجمہ قرآن مجید نصف اوّل پارہ ہشتم - (۲) دعائیں- دُعا استخارہ اور کھانے کے بعد کی دُعا -

معیار دوم :- قرآن مجید ناظرہ یا قاعدہ لیسرنا القرآن - دعائیں زبانی -

کل ۲۹۶ اراکین کرام شامل امتحان ہوئے - ۲۴۲ معیار اوّل میں اور ۵۴ معیار دوم میں - مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد رکن مجلس پیرو چک ۱۱۷ اوّل آئے - اور مکرم خان محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی رکن مجلس کراچی دوم رہے -

فضل احمد
قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

معیار اوّل

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
کوئٹہ	۱	مکرم قاضی شریف الدین صاحب	II	کوئٹہ	۱۱	مکرم مرزا محمد فاضل صاحب	II
"	۲	" غلام حسین صاحب	"	"	۱۲	" میاں عبد القیوم صاحب	I
"	۳	" محمد عیسیٰ خاں صاحب	I	"	۱۳	" صوبیدار میجر عبد الرحمٰن صاحب	"
"	۴	" محمد حیات صاحب چوہدری	"	"	۱۴	" لطیف احمد صاحب ہاشمی	"
"	۵	" فیض الحق صاحب	"	"	۱۵	" میاں عبد الکریم صاحب ٹیلر ماسٹر	"
"	۶	" سیّد عبد الرشید صاحب	II	گوجرانوالہ	۱۶	" خورشید احمد صاحب	II
"	۷	" خورشید احمد صاحب	"	"	۱۷	" شیخ معراج الدین صاحب	"
"	۸	" شیخ معراج الدین صاحب	"	"	۱۸	" محمد شریف صاحب بی ۱۹۲ ماڈل ٹاؤن	I
"	۹	" محمد عبد الحق صاحب جنجوعہ	"	"	۱۹	" محمد بشیر صاحب چغتائی	"
"	۱۰	" صوبیدار نواب الدین صاحب	I	"	۲۰	" پیر محمد صاحب	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
گوجرانوالہ	۲۱	مکرم محمد اکرم صاحب محاسب جماعت	I
پشاور	۲۲	" ملک سعادت احمد صاحب	"
"	۲۳	" عبدالرفیق صاحب	"
"	۲۴	" نیاز قطب احمد صاحب بٹ	"
"	۲۵	" عبدالغفور صاحب	"
"	۲۶	" میاں عبدالرشید صاحب	"
"	۲۷	" خواجہ محمد شریف صاحب احمدی	"
"	۲۸	" عبدالکریم صاحب احمدی	II
"	۲۹	" چوہدری رکن الدین صاحب	I
"	۳۰	" محمود احمد صاحب	"
"	۳۱	" میاں جمیل احمد صاحب بی۔اے۔	"
"	۳۲	" ڈاکٹر مرزا بشیر احمد صاحب	"
"	۳۳	" محمد الطاف احمد صاحب	"
"	۳۴	" میاں طاہر نسیم صاحب	"
"	۳۵	" خلیل الرحمٰن صاحب	"
"	۳۶	" فضل محمود صاحب	"
"	۳۷	" میاں عبداللطیف صاحب	"
"	۳۸	" بختیار احمد صاحب	"
"	۳۹	" میاں محمود پرویز صاحب	"
"	۴۰	" نثار احمد صاحب فاروقی	"
"	۴۱	" ابن عزیز صاحب	"
نوکوٹ	۴۲	" منشی علی محمد صاحب	II
کوہاٹ	۴۳	" حکیم عبدالرحیم صاحب	I

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
کوہاٹ	۴۴	مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب	II
کنڑی	۴۵	" فضل الدین صاحب طارق	"
"	۴۶	" سید سعید احمد صاحب	"
"	۴۷	" سید بشیر الدین صاحب	I
"	۴۸	" سید عمر شاہ صاحب	II
گوجرہ	۴۹	" برکت اللہ صاحب	"
"	۵۰	" عبدالعزیز صاحب پریذیڈنٹ	I
"	۵۱	" خواجہ محمد امین صاحب	II
"	۵۲	" مرزا غلام مصطفیٰ صاحب	"
"	۵۳	" محمد عبداللہ شاہ صاحب	"
"	۵۴	" محمد شریف صاحب	I
"	۵۵	" کرم شاہ صاحب	II
"	۵۶	" محمد لطیف صاحب	"
"	۵۷	مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ	"
چھور چک ۱۱۷	۵۸	مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب	امتیاز اول
"	۵۹	" سید علی ہاشمی صاحب	I
اوکاڑہ	۶۰	" روشن دین صاحب	"
"	۶۱	" محمد حسین صاحب شیخ	"
آنبہ کرم پورہ	۶۲	" عبدالحق صاحب	"
"	۶۳	" ملک محمد موسیٰ صاحب	"
"	۶۴	" حکیم عبدالرحمٰن صاحب	"
"	۶۵	" حاجی عیسیٰ صاحب	"
"	۶۶	" محمد اسمٰعیل صاحب	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
کلر کہار	۶۷	مکرم چوہدری خان محمد صاحب	III
"	۶۸	" سلطان بخش صاحب	II
کھنڈو	۶۹	" عبد الغفور صاحب	I
سکھر	۷۰	" صوفی محمد رفیع صاحب	"
"	۷۱	" قریشی عبد الرحمٰن صاحب	"
دوالمیال	۷۲	" میجر حبیب اللہ خان صاحب	"
"	۷۳	" بشیر رمانی صاحب	"
"	۷۴	" عبد الغنی صاحب	"
"	۷۵	" صوبیدار عبد الغافر صاحب	"
چک ۲۷۰ کا چھیو	۷۶	" غلام محمد صاحب عاقی	"
باڈہ	۷۷	" حکیم الدین صاحب	II
چنیوٹ	۷۸	" احسان الٰہی صاحب جنجوعہ	I
"	۷۹	" محمد عمر بشیر احمد صاحب	"
شیخوپورہ	۸۰	" شیخ گلزار احمد صاحب	"
"	۸۱	" بشیر احمد صاحب قریشی	"
"	۸۲	" حکیم مرغوب اللہ صاحب	"
"	۸۳	" عبد الخالق صاحب احمدی	II
"	۸۴	" میاں شبیر محمد صاحب	I
کراچی	۸۵	" مرزا سردار محمود صاحب	II
"	۸۶	" محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی	I دوم
"	۸۷	" ملک نصیر احمد صاحب	I
"	۸۸	" چوہدری سلطان محمود صاحب	"
"	۸۹	" " عزیز اللہ صاحب	"
کراچی	۹۰	مکرم سید محمد یوسف شاہ صاحب	I
"	۹۱	" آفتاب احمد صاحب بسمل	"
"	۹۲	" نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	"
"	۹۳	" سردار محمد بشیر صاحب	"
"	۹۴	" شیخ رحمت اللہ صاحب پنشنر	"
"	۹۵	" میجر سید محمود احمد صاحب	"
"	۹۶	" ملک محمد اشرف خان صاحب	"
"	۹۷	" مولوی عبد المجید صاحب	"
"	۹۸	" حکیم عطاء اللہ صاحب الٰہی بخش	"
"	۹۹	" سید عبد الکریم صاحب	"
"	۱۰۰	" مسعود احمد صاحب خورشید	II
دار الرحمت وسطی ربوہ	۱۰۱	" ملک محمد عبد اللہ صاحب	I
"	۱۰۲	" صوفی خدا بخش صاحب	"
دار الرحمت شرقی ربوہ	۱۰۳	" ماسٹر علم دین صاحب	"
کریم نگر فارم	۱۰۴	" محمد عبد اللہ صاحب	II
حیدر آباد سندھ	۱۰۵	" الیس ایم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	I
"	۱۰۶	" ڈاکٹر کیپٹن عبد السلام خان صاحب	"
جہلم	۱۰۷	" مولوی عبد الکریم صاحب	"
"	۱۰۸	" ماسٹر عبد الحکیم صاحب	"
"	۱۰۹	" محمد ابراہیم صاحب	"
"	۱۱۰	" حکیم محمد عبد اللہ صاحب	"
دار الرحمت شرقی ربوہ	۱۱۱	" فضل احمد صاحب	II
محمود آباد جہلم	۱۱۲	" فضل احمد صاحب	I

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
محمود آباد جہلم	۱۱۳	مکرم ملک محمد فاضل صاحب	I
"	۱۱۴	" غلام مصطفیٰ صاحب	"
"	۱۱۵	" عبدالرشید صاحب	"
"	۱۱۶	" محمد شریف صاحب	II
گولیکی	۱۱۷	" پیرزادہ محمد اکبر سقراط صاحب	I
"	۱۱۸	" اللہ دتہ صاحب	II
"	۱۱۹	" پیرزادہ فیض عالم صاحب	I
اسلامیہ پارک لاہور	۱۲۰	" چوہدری عبدالرحیم صاحب	II
"	۱۲۱	" سردار بشیر احمد صاحب	I
"	۱۲۲	" مسعود احمد شاہ صاحب بخاری	"
"	۱۲۳	" صوفی عبدالرحمن صاحب	II
"	۱۲۴	" چوہدری عبدالمالک صاحب	"
"	۱۲۵	" مرزا ناصر علی صاحب	"
"	۱۲۶	" مرزا عزیز احمد صاحب	"
"	۱۲۷	" ملک بشیر احمد صاحب	I
گھسیٹ پورہ ۷۹	۱۲۸	" قریشی محمد خورشید صاحب	"
"	۱۲۹	" رحمت اللہ صاحب	"
"	۱۳۰	" ماسٹر محمد شفیع صاحب	"
"	۱۳۱	" عبدالحمید صاحب	"
"	۱۳۲	" سلطان احمد صاحب	II
ملتان	۱۳۳	" خان محمد منظور احمد صاحب	I
"	۱۳۴	" ماسٹر امیر احمد صاحب	"
"	۱۳۵	" سید منظور احمد شاہ صاحب	"
ملتان	۱۳۶	مکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب بھٹی	I
"	۱۳۷	" " نذیر احمد صاحب	"
"	۱۳۸	" " عبداللطیف صاحب	II
"	۱۳۹	" میاں عبدالرؤف صاحب	"
"	۱۴۰	" خان محمد اعظم صاحب	I
"	۱۴۱	" ڈاکٹر عبدالکریم صاحب	"
"	۱۴۲	" رانا محمد یوسف صاحب	"
باغبانپورہ لاہور	۱۴۳	" عبدالغفور صاحب	"
منڈی بہاؤالدین	۱۴۴	" چوہدری نذیر احمد صاحب	"
سیالکوٹ	۱۴۵	" اللہ دتہ صاحب	"
"	۱۴۶	" کیپٹن سید محمد احمد صاحب	"
"	۱۴۷	" محمد احمد قمر صاحب منوری	II
جھنگ صدر	۱۴۸	" احمد دین صاحب	I
"	۱۴۹	" سراج الدین صاحب	"
سول لائن لاہور	۱۵۰	محترمہ شمیم نصرت صاحبہ	II
میلارام پارک لاہور	۱۵۱	" انیسہ محمود صاحبہ	I
نوکوٹ سندھ	۱۵۲	مکرم محمد یونس صاحب	"
سول لائن لاہور	۱۵۳	" محمد اشرف صاحب سیکرٹری	II
گوجرانوالہ	۱۵۴	" محمد شریف صاحب	"
پشاور	۱۵۵	" مرزا نصیر احمد صاحب	I
چکوال	۱۵۶	" حاجی ملک عبدالرحمن صاحب	"
"	۱۵۷	" ڈاکٹر محمد دین صاحب	"
"	۱۵۸	" ملک بشیر احمد صاحب اعوان	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
نوشہرہ چھاؤنی	۱۵۹	مکرم حوالدار غلام قادر صاحب	I
"	۱۶۰	" مرزا غلام حیدر صاحب	II
"	۱۶۱	" ڈاکٹر مرزا عبد القیوم صاحب	I
"	۱۶۲	" مرزا عبد الحفیظ صاحب	II
دار الصدر جنوبی ربوہ	۱۶۳	" سید ظہور احمد شاہ صاحب	I
"	۱۶۴	" حسن احمد خان صاحب	"
"	۱۶۵	" محمد سعید صاحب انصاری	"
"	۱۶۶	" عبد السلام صاحب	"
"	۱۶۷	" سید جواد علی صاحب	"
"	۱۶۸	" محمد ابراہیم خلیل صاحب	"
"	۱۶۹	" سید محمد عبد الرزاق صاحب	"
"	۱۷۰	" قریشی مقبول احمد صاحب	"
"	۱۷۱	" قاضی محمد یوسف صاحب	II
"	۱۷۲	" غلام یٰسین صاحب	I
دار الرحمت شرقی الف ربوہ	۱۷۳	" ملک محمد احمد صاحب	"
"	۱۷۴	" عبد القدیر صاحب	"
"	۱۷۵	" مرزا برکت علی صاحب	"
دار النصر شرقی	۱۷۶	" سردار احمد صاحب	II
دار النصر غربی	۱۷۷	" غلام قادر صاحب کاریگر گرسیاں	"
"	۱۷۸	" حکیم نذیر احمد صاحب	"
دار الصدر شرقی	۱۷۹	" حاکم علی صاحب	"
"	۱۸۰	" مختار احمد صاحب ہاشمی	I
"	۱۸۱	" خواجہ عبید اللہ صاحب زعیم حلقہ	"
دار الصدر شرقی	۱۸۲	مکرم سید عبد السلام صاحب	I
"	۱۸۳	" فتح دین صاحب	"
"	۱۸۴	" صوفی رمضان علی صاحب	"
"	۱۸۵	" چوہدری محمد دین صاحب	II
فیکٹری ایریا	۱۸۶	" سید محمد محسن شاہ صاحب	I
"	۱۸۷	" شیخ محمد انور صاحب	II
"	۱۸۸	" سید محمد شریف صاحب	I
"	۱۸۹	" سید عبد المنان صاحب	"
دار الرحمت غربی	۱۹۰	" کیپٹن محمد سعید صاحب	"
"	۱۹۱	" عرفان احمد خان صاحب خادم	II
"	۱۹۲	" حکیم فضل الٰہی صاحب	I
"	۱۹۳	" چوہدری شبیر احمد صاحب	"
"	۱۹۴	" حکیم محمد صدیق صاحب	II
"	۱۹۵	" حکیم عبد الرحمٰن شاہ صاحب	"
"	۱۹۶	" محمود احمد صاحب	I
"	۱۹۷	" خان میر صاحب	"
"	۱۹۸	" بشیر احمد صاحب	II
"	۱۹۹	" عبد الغنی صاحب	I
دار الصدر غربی (الف)	۲۰۰	" محمد حسین صاحب	"
"	۲۰۱	" چوہدری عبد العزیز صاحب	II
"	۲۰۲	" محفوظ الرحمٰن صاحب	"
"	۲۰۳	" حاجی میاں رشید احمد صاحب	I
"	۲۰۴	" حوالدار عبد الرحمٰن صاحب دہلوی	"

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
دار الصدر غربی الف	۲۰۵	مکرم قاری محمد امین صاحب	I
"	۲۰۶	" مقبول احمد صاحب بھٹی	II
"	۲۰۷	" غلام احمد صاحب ٹیچر	"
"	۲۰۸	" عبد السلام صاحب بھٹی	I
"	۲۰۹	" ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب	"
"	۲۱۰	" چوہدری غلام مرتضیٰ صاحب	"
"	۲۱۱	" ملک فضل الدین صاحب	"
"	۲۱۲	" ڈاکٹر خیر الدین صاحب بٹ	II
"	۲۱۳	" چوہدری محمد فیروز خان صاحب	I
"	۲۱۴	" " اللہ بخش صاحب	"
دار الیمن	۲۱۵	" ماسٹر شیر علی صاحب	"
"	۲۱۶	" منظفر حسین صاحب	"
حلقہ ہائی سکول کوارٹرز	۲۱۷	" غلام مرتضےٰ صاحب	II
"	۲۱۸	" عطاء اللہ صاحب ٹیچر	I
"	۲۱۹	" چوہدری غلام رسول صاحب ٹیچر	"
درسگاہ دار الیمن	۲۲۰	" ملک مبارک احمد صاحب	"
"	۲۲۱	" محمد اسمٰعیل صاحب اسلم	"
"	۲۲۲	" سید نذیر احمد شاہ صاحب	"
"	۲۲۳	" شیخ رشید احمد صاحب	"
دار الیمن	۲۲۴	مکرم سردار محمد صاحب	I
"	۲۲۵	" محمد اسمٰعیل صاحب عثمانی معلم وقف جدید	"
دار البرکات	۲۲۶	" ملک حبیب الرحمٰن صاحب	II
مردان	۲۲۷	" آدم خان صاحب	I
"	۲۲۸	" بشیر احمد وینس صاحب	"
"	۲۲۹	" عبد الرحمٰن صاحب	"
"	۲۳۰	" شاہ پور خان صاحب	II
بہاول نگر	۲۳۱	" رانا محمد خان صاحب	I
"	۲۳۲	" شیخ اقبال الدین صاحب	"
"	۲۳۳	" چوہدری غلام نبی صاحب	"
"	۲۳۴	" شیخ محمد بشیر صاحب	"
"	۲۳۵	" ملک دوست محمد صاحب	"
"	۲۳۶	" شیخ محمد عباس فاروقی صاحب	"
پشاور کینٹ	۲۳۷	" رحیم بخش صاحب	"
حویلیاں	۲۳۸	" غلام حسین صاحب	"
"	۲۳۹	" محمد نصیب صاحب عارف	"
"	۲۴۰	مکرمہ امۃ الحفیظ خادم صاحبہ	II
دار الرحمت وسطی ربوہ	۲۴۱	مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد	I
"	۲۴۲	" شاہ محمد صاحب کاتب	"

فضل احمد

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ

معیار دوم

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
چک ۲۷۰ ر ب کا جیلو تھرپارکر	۱	مکرم عبدالعزیز صاحب خالد	II
،،	۲	،، میاں فضل الدین صاحب	،،
نامعلوم	۳	،، حاجی قمر الدین صاحب	I
،،	۴	،، ،، کریم بخش صاحب	،،
،،	۵	،، چوہدری علم الدین صاحب	،،
،،	۶	،، کرم الدین صاحب	،،
،،	۷	،، دل محمد صاحب	II
،،	۸	،، شکر الدین صاحب	،،
،،	۹	،، ،، غلام علی صاحب	I
مردان	۱۰	،، کمال الدین صاحب	،،
،،	۱۱	،، ملک عبدالسلام صاحب خالد	،،
،،	۱۲	،، شاہ پور خاں صاحب	،،
،،	۱۳	،، محمد عبدالحق صاحب احمدی	،،
،،	۱۴	،، یار محمد خاں صاحب	،،
،،	۱۵	بابو فقیر اللہ صاحب خالد	،،
دنیاپور ملتان	۱۶	،، شیخ محمد منیر صاحب	،،
،،	۱۷	،، ،، مشتاق احمد صاحب	،،
،،	۱۸	،، حفیظ اللہ صاحب	،،
،،	۱۹	،، محمد اسلم صاحب	،،
،،	۲۰	،، محمد عبداللہ صاحب	،،
کراچی	۲۱	،، میر محمد حسین صاحب	،،

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
کراچی	۲۲	مکرم سید محمد سعید شاہ صاحب	II
،،	۲۳	،، بشارت احمد صاحب	،،
نوکوٹ تھرپارکر	۲۴	،، رئیس دھنی بخش صاحب	،،
،،	۲۵	،، چوہدری غلام رسول صاحب	،،
،،	۲۶	،، ،، محمد عبداللہ صاحب	I
،،	۲۷	،، محمد شریف صاحب پٹیل	I
،،	۲۸	،، چوہدری یعقوب صاحب	،،
بہاول نگر	۲۹	،، ،، بلند خاں صاحب	III
کنری	۳۰	،، ،، اللہ بخش صاحب	I
،،	۳۱	،، ،، اکبر علی صاحب	،،
،،	۳۲	،، ڈاکٹر عبدالقادر صاحب	،،
،،	۳۳	،، ماسٹر فضل کریم صاحب	،،
،،	۳۴	صوفی مولا بخش صاحب	،،
،،	۳۵	،، ماسٹر محمد شریف صاحب	،،
،،	۳۶	،، محمد اکبر اقبال صاحب	،،
گولیکی گجرات	۳۷	،، پیر محمد اکبر شاہ صاحب	،،
،،	۳۸	،، چوہدری علی محمد صاحب	،،
،،	۳۹	،، ،، عبداللہ خان صاحب	،،
،،	۴۰	،، ،، فتح عالم صاحب	،،
،،	۴۱	،، مولوی محمد نور صاحب	،،
،،	۴۲	،، چوہدری نذیر احمد صاحب	،،

نام مجلس	نمبر شمار	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
گولیکی گجرات	۴۳	مکرم منشی احمد خاں صاحب	I
"	۴۴	" میاں بشیر احمد صاحب	II
"	۴۵	" منشی خوشی محمد صاحب	I
کراچی	۴۶	" ملک حبیب بخش صاحب	"
"	۴۷	" چوہدری فضل الرحمن صاحب	"
"	۴۸	" صدر الدین صاحب کھوکھو	"
دو المیال جہلم	۴۹	مکرم کیپٹن لعل خاں صاحب	I
مہابیر سٹریٹ لاہور	۵۰	" محمد سلیم اقبال صاحب	"
"	۵۱	" اظہر نعیم صاحب	"
"	۵۲	مکرمہ امتہ المجیب صاحبہ	II
"	۵۳	" مبشرہ ملک صاحبہ	"
"	۵۴	" نائیلہ محمود صاحبہ	"

فضل احمد

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

محمد ارشد کاتب تحریر محمود
ضیاء الاسلام پریس ربوہ

ہمارے دو بڑے ضروی کام ہیں

ایک عرب میں اشاعت دوسرے یورپ پر اتمام حجت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''اللہ تعالی انسان کو ثواب میں داخل کرنا چاھتا ھے تا کہ وہ استحقاق جنت کا ثابت کر لیں جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ھؤا - خداتعالی اس بات پر قادر تھا کہ وہ صحابہ کے بدوں ھی پیغمبر خدا صلی اللہ عیلہ وسلم کو ھر قسم کی فتوحات عطا فرماتا - مگر نہیں ، خدا نے صحابہؓ کو شامل کرلیا تاکہ وہ مقبول ٹھہریں- اس سنت کے موافق یہ بات ھماری جماعت کو پیش آ گئی ھے کہ بار بار تکلیف دی جاتی ھے اور چندے مانگے جاتے ھیں -

اس وقت ھمارے دو بڑے ضروری کام ھیں - ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ھو- دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں - عرب پر اس لئے کہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ھیں - ایک بہت بڑا حصہ ایسا ھو گا کہ ان کو معلوم بھی نہ ھو گا کہ خدا نے کوئی سلسلہ قائم کیا ھے ، اور یہ ھمارا فرض ھے کہ ان کو پہنچائیں اگر نہ پہنچائیں تو معصیت ھو گی - ایسا ھی یورپ والے حق رکھتے ھیں کہ ان کی غلطیاں ظاھر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بنا کر خدا سے دور جا پڑے ھیں - یورپ کا تو یہ حال ھو گیا ھے کہ واقعی اخلد الی الارض کا مصداق ھو گیا ھے . .

پس ثواب حاصل کرنے کا وقت ھے - میں ان باتوں کو جو خدا نے میرے دل پر ڈالی ھیں سادہ اور صاف الفاظ میں ڈالنا چاھتا ھوں - اس وقت ثواب کے لئے مستعد ھو جاؤ اور یہ بھی مت سمجھو کہ اگراس راہ میں خرچ کرینگے تو کچھ کم ھو جاوے گا- خداتعالی کی بارش کی طرح سب کمیاں پوری ھو جائیں گی - من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ،،

(ملفوظات جلد دوم صفحات ۲۵۳ تا ۲۵٦)

ماینٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا